

درسی افادات

حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب

استاذ حدیث و مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

مرتبین

محمد لقمان اناوی

محمد انس مرادآبادی، محمد یاسین آسامی

شرکائے موقوف علیہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد ۱۴۴۱/۴۲

درسِ مقدمہ

للشیخ عبد الحق رح

يَـا رَبِّ صَـلِّ وَسَـلِّمْ دَائِمًـا اَبَدًا ☆ عَـلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تفصیلات

نام کتاب	:	درسِ مقدمہ (للشیخ عبد الحقؒ)
درسی افادات	:	حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد
کمپوزنگ	:	محمد لقمان اناوی متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد
صفحات	:	95
طباعت	:	200
سن طباعت	:	۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء
قیمت	:	-/100 روپئے



کتب خانہ نعیمہ دیوبند	9756202118
مکتبہ عمیر مفتی ٹولہ لال باغ مراد آباد	8439181056
مکتبہ الاصلاح لالباغ مراد آباد	9412677469
محمد لقمان	7579707396

فہرست مضامین

پانچویں فصل

چھٹی فصل

دسویں فصل

گیارھویں فصل

بارھویں فصل

تیرھویں فصل

تقریظ

حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

ہر دور میں اہلِ علم وفن اصطلاحات کو یاد کرانے اور ان کی تعریفات طلبہ عزیز کو ذہن نشین کرانے کا اہتمام کرتے رہے ہیں؛ کیونکہ کسی بھی فن سے پورے طور پر استفادہ کے لئے اس کی اصطلاحات سے واقف ہونا از حد ضروری ہے، نحو وصرف ہو یا منطق وفلسفہ، تفسیر وفقہ ہو یا علم حدیث وعلم کلام ہو، ہر فن کی اصطلاحات سے مستفیض ہونے کے لئے ان کا نوک زبان ہونا لازم ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اصطلاحی تعریف کا جامع ومانع ہونا ضروری ہے ورنہ اس سے صحیح طور پر فائدہ حاصل کرنا ناممکن ہو جائے گا، جب تک کسی کلمہ کی اصطلاحی تعریف اس کے تمام افراد کو جامع اور دخول غیر سے مانع نہ ہو اس وقت تک اس کلمہ کے حقیقی مفہوم کو سمجھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ ان نزاکتوں کو محسوس کرتے ہوئے فن حدیث کی اہم اصطلاحات پر مشتمل ''مقدمہ شیخ عبدالحق'' کی تدریس کے دوران حلِ عبارت اور ترجمہ کے ساتھ ساتھ اصطلاحات کو لکھا کر یاد کرانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس کے فوائد کھلی آنکھوں محسوس کئے جاتے رہے ہیں؛ کیونکہ تعریفات کو حشو وزوائد سے بچا کر جامع ومانع بنانے کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔

۴۲-۱۴۴۱ھ میں بھی ’’مقدمہ شیخ عبدالحق‘‘ بندہ کے زیر درس تھا، سال کے آخر میں کچھ طلبہ نے املا کی کاپی کو کتابچہ کی شکل میں پیش کیا، جس کی کمپیوٹر کے ذریعہ کتابت کی گئی تھی، میں نے غور وفکر کے بعد اس کو مزید مفید بنانے کی غرض سے عبارت کا اضافہ کرایا اور چند مقامات پر اصلاح وحذف کے بعد مزید تحقیق وتفتیش کے لئے طلبہ عزیز کی ایک سہ رکنی کمیٹی تشکیل دیدی اوران کو کام کی نوعیت سمجھادی، طلبہ وقتاً فوقتاً آتے رہے اور مشورہ کرتے رہے، بالآخر نوے پچانوے (۹۵) صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ معرض وجود میں آہی گیا، جس میں آسان انداز میں تعریفات کو بیان کیا گیا ہے اور حل عبارت کی تشفی بخش کوشش کی گئی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ درسی افادات عربی ہفتم کے طلبہ کے لئے کارآمد اور مفید ثابت ہوں گے، نیز طلبہ عزیز کی یہ علمی کاوش اہل علم سے داد تحسین وصول کرے گی۔

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال اس مبارک کوشش کو قبول فرمائے، اس کے فائدہ کو عام وتام فرمائے، مرتبین درسی افادات (مولوی محمد لقمان اناوی، مولوی محمد انس مرادآبادی، مولوی محمد یاسین آسامی) کے لئے اس کو علمی ترقی کا ذریعہ بنائے اور ہر طرح کی بھول چوک کو معاف فرمائے (آمین) وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

فقط والسلام

(مولانا) سید اشہد رشیدی (صاحب)
مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد



مُقَدّمَةٌ

فِيْ بَيَانِ بَعْضِ مُصْطَلَحَاتِ عِلْمِ الْحَدِيْثِ مِمَّا يَكْتَفِيْ فِيْ شَرْحِ الْكِتَابِ مِنْ غَيْرِ تَطْوِيْلٍ وَإِطْنَابٍ .

علم حدیث کی بعض اہم اصطلاحات کے بیان میں

’’حدیث‘‘ اور آپ ﷺ کی ’’تقریر‘‘

اِعْلَمْ أَنَّ ((الْحَدِيْث)) فِي اصْطِلاَحِ جُمْهُوْرِ الْمُحدِّثِيْنَ يُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِيرِهٖ .

وَمَعْنَى((التَّقْرِيْرِ)): أَ نَّهُ فَعَلَ أَحَدٌ أَوْ قَالَ شَيْئًا فِيْ حَضْرَتِهٖ – ﷺ – وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَلَمْ يَنْهَهُ عَنْ ذٰلِکَ، بَلْ سَكَتَ وَقَرَّرَ.

وَكَذٰلِکَ يُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ الصَّحَابِيِّ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِيْرِهٖ، وَعَلَى قَوْلِ التَّابِعِيِّ وفِعْلِهٖ وَ تَقْرِيْرِهٖ.

حدیث: جمہور محدثین کی اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔

سوال : ''تقریر'' کے کیا معنی ہیں؟

جواب : ''تقریر'' کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا ہو یا کوئی بات کہی ہو اور آپ ﷺ نے اس پر نہ تو نکیر فرمائی ہو اور نہ اس سے منع کیا ہو؛ بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہو، گویا آپ نے سکوت سے اس کا جواز ثابت کر دیا ہو۔

نوٹ :- کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہہ دیتے ہیں۔

انتہاء سند کے اعتبار سے حدیث کی تین قسمیں ہیں

○ **فَمَا انْتَهَىٰ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: ((الْمَرْفُوْعُ)).**

○ **وَمَا انْتَهَىٰ إِلَى الصَّحَابِيِّ يُقَالُ لَهُ: ((الْمَوْقُوْفُ)) كَمَا يُقَالُ: ((قَالَ أَوْ فَعَلَ، أَوْ قَرَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ ...))، أَوْ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَوْقُوْفًا ...)) أَوْ ((مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍؓ)).**

○ **وَمَا انْتَهَىٰ إِلَى التَّابِعِيِّ يُقَالُ لَهُ: ((الْمَقْطُوْعُ)).**

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع

مرفوع: وہ حدیث شریف ہے جس کی سند نبی کریم ﷺ تک پہنچ رہی ہو۔

موقوف: وہ حدیث شریف ہے جس کی سند صحابیؓ پر پہنچ کر رک جائے، جیسے: قال، أوفعل، أو قرّر ابن عباسؓ، وغیرہ۔

مقطوع : وہ حدیث شریف ہے جس کی سند تابعیؒ پر پہنچ کر رک جائے۔

حدیث اوراثر

وَقَدْ خَصَّصَ بَعْضُهُمْ ((الْحَدِيْثَ)) بِالْمَرْفُوْعِ، وَالْمَوْقُوفِ؛ إِذِ الْمَقْطُوْعُ، يُقَالُ لَهُ: ((اَلأَثَرُ)).

وَقَدْ يُطْلَقُ (الأَثَرُ) عَلَى الْمَرْفُوْعِ أَيْضًا، كَمَا يُقَالُ: ((الأَدْعِيَةُ الْمَأْثُوْرَةُ)) لِمَا جَاءَ مِنَ الأَدْعِيَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالطَّحَاوِيُّ سَمَّىٰ كِتَابَهُ الْمُشْتَمِلَ عَلَى بَيَانِ الأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ وَآثَارِ الصَّحَابَةِؓ بِـ((شَرْحِ مَعَانِي الآثَارِ)). وَ قَالَ السَّخَاوِيُّ: إِنَّ لِلطَّبَرِيِّ كِتَابًا مُسَمًّى بِـ ((تَهْذِيْبِ الآثَارِ)) مَعَ أَنَّهُ مَخْصُوْصٌ بِالْمَرْفُوْعِ، وَمَا ذُكِرَ فِيْهِ مِنَ الْمَوْقُوْفِ فَبِطَرِيْقِ التَّبْعِ وَالتَّطَفُّلِ.

بعض محدثین کی رائے ہے کہ حدیث کی صرف دو ہی قسمیں ہیں: مرفوع اور موقوف؛ مقطوع کا حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کو تو ''اَثر'' کہتے ہیں۔

جمہور کی طرف سے صاحب مقدمہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ یہ کہنا کہ ''اثر'' مقطوع ہی کو کہا جاتا ہے؛ غلط ہے؛ کیوں کہ اثر کا اطلاق مرفوع پر بھی ہوتا ہے، چناں چہ وہ دعائیں جو مرفوع روایات سے ثابت ہیں ان کو ''ادعیۂ ماثورہ'' کہا جاتا ہے، اسی طرح امام طحاویؒ نے اپنی اس کتاب کا نام جس میں نبی کریم ﷺ کی احادیث اور اقوال صحابہؓ کو جمع کیا ہے ''شرح معانی الآثار'' رکھا ہے۔

اسی طرح امام سخاویؒ فرماتے ہیں: کہ امام طبریؒ نے اپنی اس کتاب کا نام جس میں خاص طور پر مرفوع روایات کو جمع کیا ہے ''تہذیب الآثار'' رکھا ہے۔ الغرض ''اثر'' مقطوع کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بل کہ عام ہے، مرفوع پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جیسا کہ مقطوع اثر کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بل کہ اس پر حدیث کا بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

خبراور حدیث

وَ"الْخَبَرُ" وَ "الْحَدِيْثُ" – فِي الْمَشْهُوْرِ – بِمَعْنًى وَاحِدٍ .وَبَعْضُهُمْ خَصُّوْا (الْحَدِيْثَ) بِمَا جَآءَ عَنِ النَّبِيِّ – ﷺ – وَالصَّحَابَةِؓ وَالتَّابِعِيْنَؒ، وَ(الْخَبَرَ) بِمَا جَاءَ عَنْ أَخْبَارِ الْمُلُوْكِ وَالسَّلاَطِيْنِ وَالأَيَّامِ الْمَاضِيَةِ. وَلِهٰذَا يُقَالُ لِمَنْ يَشْتَغِلُ بِالسُّنَّةِ: مُحَدِّثٌ، وَلِمَنْ يَشْتَغِلُ بِالتَّوَارِيْخِ أَخْبَارِيٌّ.

مشہور یہ ہے کہ ''خبر'' اور ''حدیث'' دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، گویا یہ دونوں مترادف الفاظ ہیں؛ مگر بعض علماء نے دونوں میں فرق کرتے ہوئے ان کی الگ الگ تعریف کی ہے:

حدیث : نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ سے منقول باتوں کو کہا جائے گا، اس کی مفصّل تعریف ماقبل میں گزر چکی ہے۔

خبر: بادشاہوں کی باتوں اور گذشتہ زمانے کے واقعات کو کہا جاتا ہے۔

چناں چہ اہل علم کی اصطلاح میں 'سنت نبویہ' میں مشغول رہنے والے کو 'محدِّث' اور علم تاریخ' میں مصروف رہنے والے کو ''اَخباری'' کہا جاتا ہے۔

مرفوع کی قسمیں

وَالرَّفْعُ قَدْ يَكُوْنُ صَرِيْحًا وَقَدْ يَكُوْنُ حُكْمًا.

مرفوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع صریحی (۲) مرفوع حکمی

مرفوع صریحی : وہ حدیثِ مرفوع ہے جس کی نسبت واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی طرف ہو رہی ہو۔

مرفوع حکمی: وہ حدیثِ مرفوع ہے جس کی نسبت واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی طرف نہ ہورہی ہو؛ لیکن کسی قرینے سے اس کا حکماً مرفوع ہونا ثابت ہورہا ہو۔

مرفوع صریحی کی قسمیں

أمَّا صَرِيحًا

فَفِي الْقَوْلِيِّ كَقَوْلِ الصَّحَابِيِّ: ((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ – ﷺ – يَقُوْلُ كَذَا)) أَوْ كَقَوْلِهِ أَوْ قَوْلِ غَيْرِهِ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – ﷺ –...)) أَوْ ((عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ – ﷺ – أَنَّهُ قَالَ كَذَا)).

وَفِي الْفِعْلِيِّ كَقَوْلِ الصَّحَابِيِّ:((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ – ﷺ – فَعَلَ كَذَا)) أو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ – ﷺ – أَنَّهُ فَعَلَ كَذَا)) أَوْ عَنِ الصَّحَابِيِّ أَوْ غَيْرِهٖ مَرْفُوْعًا، أَوْ رَفَعَهُ أَنَّهُ فَعَلَ كَذَا)).

وَفِي التَّقْرِيْرِيِّ أَنْ يَقُوْلَ الصَّحَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ: فَعَلَ فُلَانٌ أَوْ أَحَدٌ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ – ﷺ – كَذَا)) وَلَا يَذْكُرُ إِنْكَارَهُ.

مرفوع صریحی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مرفوع صریحی قولی (۲) مرفوع صریحی فعلی (۳) مرفوع صریحی تقریری

مرفوع صریحی قولی: وہ حدیث مرفوع صریحی ہے جس میں صراحتاً قول کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہو، جیسے: صحابی کا کہنا: سمعتُ رسول اللّٰہ ﷺ یقول کذا وغیرہ۔

مرفوع صریحی فعلی: وہ حدیث مرفوع صریحی ہے جس میں صراحتاً فعل کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہو، جیسے صحابی کا کہنا: ”رأیت رسولَ اللّٰہ ﷺ یفعل کذا“ وغیرہ۔

مرفوع صریحی تقریری: وہ حدیث مرفوع صریحی ہے جس کو نقل کرتے ہوئے صحابی یا راوی کہیں: کہ فلاں آدمی نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں یہ کام کیا، اور آپ ﷺ کے انکار کو ذکر نہ کریں۔

مرفوع حکمی کی قسمیں

وَأَمَّا حُكْمًا

فَكَأَخْبَارِ الصَّحَابِيِّ -الَّذِي لَمْ يُخْبِرْ عَنِ الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ- مَالَا مَجَالَ فِيهِ لِلاجْتِهَادِ عَنِ الأَحْوَالِ الْمَاضِيَةِ كَأَخْبَارِ الأَنْبِيَاءِ، أَوِ الآتِيَةِ كَالْمَلَاحِمِ وَالْفِتَنِ وَأَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، أَوْ عَنْ تَرَتُّبِ ثَوَابٍ مَخْصُوصٍ، أَوْ عِقَابٍ مَخْصُوصٍ عَلَى فِعْلٍ؛ فَإِنَّهُ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ إِلَّا السَّمَاعُ مِنَ النَّبِيِّ - ﷺ -.

أَوْ يَفْعَلُ الصَّحَابِيُّ مَالَا مَجَالَ لِلاجْتِهَادِ فِيهِ.

أَوْ يُخْبِرُ الصَّحَابِيُّ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَفْعَلُونَ كَذَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ -ﷺ-؛ لِأَنَّ الظَّاهِرَ اطِّلَاعُهُ - ﷺ - عَلَى ذٰلِكَ، وَنُزُولُ الْوَحْيِ بِهِ.

مرفوع حکمی کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) مرفوع حکمی قولی (۲) مرفوع حکمی فعلی (۳) مرفوع حکمی تقریری

مرفوع حکمی قولی: وہ حدیث مرفوع حکمی ہے جس میں وہ صحابی جو کتب

سابقہ سے نقل کر کے خبر نہ دیتا ہو کسی ایسی بات کی خبر دے رہا ہو کہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو (یا صحابی ایسی بات کی خبر دے کہ جس کے بارے میں نہ تو کتب سابقہ میں کوئی خبر دی گئی ہو اور نہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش ہو) جیسے: انبیاء سابقین کی خبریں یا مستقبل میں پیش آنے والی جنگوں، فتنوں اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں کی اطلاع، وغیرہ۔

اس طرح کی خبروں کے بارے میں یہی کہا جائے گا: کہ بہ ظاہر اگر چہ صحابی نے ان کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف نہیں کی ہے؛ مگر یقیناً انہوں نے آپ ﷺ سے سن کر ہی ان باتوں کو بیان کیا ہے؛ اس لیے حدیث کو حکماً مرفوع قرار دیا جائے گا۔

مرفوع حکمی فعلی: وہ حدیث مرفوع حکمی ہے کہ جس میں صحابی کسی ایسے فعل کو انجام دے جس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

یہاں پر بھی یہی کہا جائے گا: کہ بہ ظاہر اگر چہ صحابی نے فعل کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف نہیں کی ہے؛ مگر یقیناً آپ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھ کر ہی اس فعل کو انجام دیا ہے۔

مرفوع حکمی تقریری: وہ حدیث مرفوع حکمی ہے جس میں صحابی اس بات کی اطلاع دے کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فلاں کام کیا کرتے تھے۔

اسی طرح یہاں بھی یہی کہا جائیگا: کہ بہ ظاہر اگر چہ صحابی نے نبی ﷺ کی موجودگی میں کام کو انجام دینے کا تذکرہ نہیں کیا ہے؛ مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں مسلمان جو بھی کام کرتے ہوں گے آپ کو اس کی خبر ہوتی ہوگی اور ناجائز ہونے کی صورت میں اس سے متعلق وحی کا نزول بھی ہوتا ہوگا، گویا آپ ﷺ کا انکار نہ کرنا حکماً اس کے جواز کو ثابت کر دے گا۔

"ومن السنة كذا" کا حکم

أَوْ يَقُوْلُوْنَ: ((وَمِنَ السُنَّةِ كَذَا))؛ لِأَنَّ الظَّاهِرَ: أَنَّ السُنَّةَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ – ﷺ – وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ يَحْتَمِلُ سُنَّةَ الصَّحَابَةِ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ؛ فَإِنَّ السُنَّةَ يُطْلَقُ عَلَيْهِ.

جمہور محدثین کے نزدیک "ومن السنۃ کذا" کے ذریعہ سے بھی حدیث کا مرفوع حکمی ہونا ثابت ہوجائے گا یعنی محدثین مذکورہ جملہ کے ذریعہ حدیث کے حکماً مرفوع ہونے کو ثابت کرتے ہیں؛ کیوں کہ سنت سے مراد عام طور پر نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہی ہوتا ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ "ومن السنۃ کذا" سے حدیث کا مرفوع حکمی ہونا ثابت نہیں ہوگا؛ کیوں کہ سنت کا اطلاق صحابہ کرامؓ اور خلفاءِ راشدینؓ کے طریقے پر بھی کیا جاتا ہے۔



دوسری فصل

سند، اسناد اور متن

((اَلسَّنَدُ)): طَرِيْقُ الْحَدِيْثِ وَهُوَ رِجَالُهُ الَّذِيْنَ رَوَوْهُ.

((وَالإِسْنَادُ)): بِمَعْنَاهُ، وَقَدْ يَجِيْءُ بِمَعْنَىٰ ذِكْرِ السَّنَدِ وَالْحِكَايَةِ عَنْ طَرِيْقِ الْمَتَنِ.

((وَالْمَتَنُ)): مَا انْتَهَىٰ إِلَيْهِ الإِسْنَادُ.

سند: حدیث شریف کے راویوں کے سلسلے کو ''سند'' کہا جاتا ہے۔

اسنا: ''اسناد'' کے وہی معنی ہیں جو سند کے ہیں اور کبھی ''اسناد'' راویوں کے سلسلے کو ذکر کرنے اور اس کے ذریعہ حدیث تک پہنچنے کو کہا جاتا ہے۔

متن: جن الفاظ پر جا کر سند ٹھہر جاتی ہے وہ ''متن'' کہلاتے ہیں۔

سند میں اتصال وانقطاع کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

فَإِنْ لَمْ يَسْقُطْ رَاوٍ مِنَ الرُّوَاةِ مِنَ الْبَيْنِ فَالْحَدِيْثُ ((مُتَّصِلٌ))، وَيُسَمَّىٰ عَدَمُ السُّقُوْطِ ((اتِّصَالاً)).

وَإِنْ سَقَطَ وَاحِدٌ أَوْ أَكْثَرُ فَالْحَدِيْثُ((مُنْقَطِعٌ))، وَهٰذَا السُّقُوْطُ ((انْقِطَاعٌ)).

سند سے راویوں کے ساقط ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصل (۲) منقطع یعنی غیر متصل۔

متصل : وہ حدیث ہے جس کے راویوں میں سے کوئی راوی ساقط نہ ہوا ہو۔ راوی کے ساقط نہ ہونے کو ''اتصال'' کہتے ہیں۔

منقطع : وہ حدیث ہے جس کی سند سے ایک یا ایک سے زائد راوی ساقط ہو گیا ہو۔راوی کے ساقط ہونے کو ''انقطاع'' کہتے ہیں (اور سند میں انقطاع کی وجہ سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے)۔

منقطع کی متعدد قسمیں ہیں

(۱) معلق

وَالسُّقُوْطُ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ مِنْ أَوَّلِ السَّنَدِ،وَيُسَمّٰى ((مُعَلَّقًا)) ، وَهٰذَا الإِسْقَاطُ ((تَعْلِيْقًا)) .

وَالسَّاقِطُ قَدْ يَكُوْنُ وَاحِدًا، وَقَدْ يَكُوْنُ أَكْثَرَ، وَقَدْ يُحْذَفُ تَمَامُ السَّنَدِ كَمَا هُوَ عَادَةُ الْمُصَنِّفِيْنَ: يَقُوْلُوْنَ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – صلى الله عليه وسلم –)).

معلّق : وہ حدیث منقطع ہے جس کی سند کے شروع سے راوی ساقط ہو گیا ہو۔ راوی کے اس طرح ساقط کرنے کو ''تعلیق'' کہا جاتا ہے۔

نوٹ : حدیث معلق میں سند کے شروع سے کبھی ایک راوی ساقط ہوتا ہے، کبھی اس سے زائد اور کبھی کبھار پوری سند ہی حذف کر دی جاتی ہے، جیسے کہ مصنفین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ براہ راست (سند کو ذکر کیے بغیر) ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کہہ دیتے ہیں۔

حکمِ تعلیقاتِ بخاری

معلق کے سلسلہ میں جمہور کی رائے

وَالتَّعْلِيْقَاتُ كَثِيْرَةٌ فِيْ تَرَاجِمِ ((صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ)) وَلَهَا حُكْمُ الْإِتِّصَالِ.

جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری کے تراجم میں بہ کثرت ذکر کردہ تمام معلق روایات متصل کے حکم میں ہیں۔

لِأَنَّهُ الْتَزَمَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ أَنْ لَا يَأْتِيَ إِلَّا بِالصَّحِيْحِ .

سوال: ''صحیح بخاری'' کی معلّق روایات کو متصل کے حکم میں کیوں مانا گیا ہے؟

جواب: امام بخاریؒ نے کیوں کہ اپنی اس کتاب میں صحیح روایات کو جمع کرنے کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے؛ اس لیے ''بخاری'' کی معلق روایات کو متصل کے حکم میں مانا گیا ہے۔

وَلٰكِنَّهَا لَيْسَتْ فِيْ مَرْتَبَةِ مَسَانِيْدِهٖ ، إِلَّامَا ذَكَرَ مِنْهَا مُسْنَدًا فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِهٖ.

سوال: کیا ''بخاری'' کی معلق روایات مسند کے درجے کو پہنچیں گی؟

جواب: نہیں ''بخاری'' کی معلق روایات مسند کے درجے کو نہیں پہنچیں گی؛ ہاں اگر امام بخاریؒ کسی معلق روایت کو دوسری جگہ مسند کے طور پر ذکر فرمادیں، تو وہ معلق مسند کے درجے کو پہنچ جائے گی۔

بعض اہل علم کی رائے

وَقَدْ يُفَرَّقُ فِيْهَا بِأَنَّ مَاذَكَرَ بِصِيْغَةِ الْجَزْمِ وَالْمَعْلُوْمِ – كَقَوْلِهٖ: ((قَالَ فُلَانٌ)) أَوْ ((ذَكَرَ فُلَانٌ))– دَلَّ عَلَى ثُبُوْتِ إِسْنَادِهٖ عِنْدَهٗ، فَهُوَ صَحِيْحٌ قَطْعًا.

بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں: کہ صحیح بخاری کی تمام معلق روایات کو متصل کا حکم حاصل نہیں ہوگا؛ بل کہ اس میں یہ تفصیل ہے:

کہ وہ معلق روایت جس کو امام بخاریؒ نے معروف اور یقین کے صیغے سے ذکر کیا ہو، جیسے ''قَالَ فُلَانٌ'' یا ''ذَكَرَ فُلَانٌ'' تو وہ متصل کے حکم میں ہوگی؛ کیوں کہ معروف کے صیغے

سے ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کی سند ثابت ہے جس کی بناء پر وہ روایت قطعی طور پر صحیح ہے۔

وَ مَا ذَكَرَهُ بِصِيغَةِ التَّمْرِيضِ وَالْمَجْهُولِ - كَـ ((قِيلَ)) ، وَ ((يُقَالُ)) وَ ((ذُكِرَ)) - فَفِي صِحَّتِهِ عِنْدَهُ كَلَامٌ.

وَلٰكِنَّهُ لَمَّا أَوْرَدَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ كَانَ لَهُ أَصْلٌ ثَابِتٌ، وَلِهٰذَا قَالُوْا: ((تَعْلِيقَاتُ الْبُخَارِيِّ مُتَّصِلَةٌ صَحِيحَةٌ)).

اور وہ معلق روایت جس کو امام بخاریؒ نے مجہول اور ضعیف لفظ سے نقل کیا ہو، جیسے: "قِيلَ"، "يُقَالُ" اور "ذُكِرَ" تو وہ متصل کے حکم میں نہیں ہوگی؛ کیوں کہ مجہول کے صیغے سے ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک روایت کی صحت میں کچھ کمزوری ہے۔

نوٹ: صاحب مقدمہ فرماتے ہیں: کہ ایسی معلق روایت کو بھی متصل قرار دیا جائے گا؛ اس لیے کہ امام بخاریؒ کا اس روایت کو اپنی اِس کتاب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل (سند) ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور اسی لیے محدثین کے یہاں یہ مقولہ زبان زد ہے: " تَعْلِيقَاتُ الْبُخَارِيِّ مُتَّصِلَةٌ صَحِيحَةٌ"۔

(۲) مرسل

وَإِنْ كَانَ السُّقُوطُ مِنْ آخِرِ السَّنَدِ، فَإِنْ كَانَ بَعْدَ التَّابِعِيِّ فَالْحَدِيثُ ((مُرْسَلٌ))، وَهٰذَا الْفِعْلُ ((إِرْسَالٌ))، كَقَوْلِ التَّابِعِيِّ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللهِ - ﷺ - ...)).

وَقَدْ يَجِيْءُ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ الْمُرْسَلُ وَالْمُنْقَطِعُ بِمَعْنًى، وَالْاِصْطِلَاحُ الْأَوَّلُ أَشْهَرُ.

مرسل: وہ حدیث منقطع ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد آنے والا راوی ساقط ہو گیا ہو، اس طرح کے فعل کو "اِرسال" کہتے ہیں، جیسے تابعیؒ کہے: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم".

نوٹ: کبھی محدثین کے نزدیک مرسل اور منقطع دونوں ایک ہی معنی میں ہوتے ہیں: یعنی منقطع کے معنی میں ہوتے ہیں؛ مگر اس کے مقابلے میں مشہور بات وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی ہے: یعنی دونوں میں فرق ہے اور ان کی تعریفات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

مرسل کا حکم

جمہور کی رائے

وَحُكْمُ الْمُرْسَلِ التَّوَقُّفُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ؛ لِأَنَّهُ لَا يُدْرَىٰ أَنَّ السَّاقِطَ ثِقَةٌ أَوْ لَا؛ لِأَنَّ التَّابِعِيَّ قَدْ يَرْوِي عَنِ التَّابِعِيِّ، وَفِي التَّابِعِينَ ثِقَاتٌ وَغَيْرُ ثِقَاتٍ.

جمہور علماء کے نزدیک حدیث مرسل پر توقف کیا جائے گا: یعنی اس سے کوئی حکم ثابت نہیں کیا جائے گا؛ اس لیے کہ یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ ساقط ہونے والا ثقہ ہے یا غیر ثقہ؛ کیوں کہ تابعی کبھی تابعی سے نقل کرتا ہے اور تابعی میں ثقہ اور غیر ثقہ دونوں طرح کے لوگ ہیں۔

بعض علماء کی آراء

وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ: الْمُرْسَلُ مَقْبُولٌ مُطْلَقًا، وَهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّمَا أَرْسَلَهُ لِكَمَالِ الْوُثُوقِ وَالِاعْتِمَادِ؛ لِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الثِّقَةِ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ صَحِيحًا لَمْ يُرْسِلْهُ وَلَمْ يَقُلْ: ((قَالَ رَسُولُ اللهِ — ﷺ —)).

وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ : إِنِ اعْتُضِدَ بِوَجْهٍ آخَرَ مُرْسَلٍ أَوْ مُسْنَدٍ – وَ إِنْ كَانَ ضَعِيْفًا– قُبِلَ. وَعَنْ أَحْمَدَ : قَوْلَانِ.

بعض اہل علم کی آراء تفصیل کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(الف) امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کی رائے یہ ہے: کہ حدیث مرسل ہر حال میں قابل قبول ہوگی؛ ان کی دلیل یہ ہے کہ راوی اپنے بعد آنے والے کسی راوی کو قابل اعتماد اور ثقہ ہونے کی وجہ سے ہی ساقط کیا کرتا ہے، اگر بعد والا راوی صحیح اور ثقہ نہ ہوتا تو اس کو ساقط کر کے "قال رسول اللہ ﷺ ......" نہ کہا جاتا۔

(ب) امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے: کہ اگر حدیث مرسل کی تائید کسی دوسری حدیث مرسل یا مسند سے ہو رہی ہوگی تو اس کو قبول کیا جائے گا؛ خواہ مؤید روایت ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔

(ج) امام احمدؒ سے اس سلسلے میں دو طرح کے قول مروی ہیں: ایک قول میں وہ احناف و مالکیہ کی تائید کرتے ہیں اور دوسرے قول میں شوافع کی تائید فرماتے ہیں۔

ایک اہم بات

وَهٰذَا كُلُّهُ إِذَا عُلِمَ أَنَّ عَادَةَ ذٰلِكَ التَّابِعِيِّ أَنْ لَا يُرْسِلَ إِلَّا عَنِ الثِّقَاتِ، وإِنْ كَانَتْ عَادَتُهُ أَنْ يُرْسِلَ عَنِ الثِّقَاتِ وعَنْ غَيْرِ الثِّقَاتِ فَحُكْمُهُ التَّوَقُّفُ بِالاتِّفَاقِ، كَذَا قِيْلَ. وَفِيْهِ تَفْصِيْلٌ أَزْيَدُ مِن ذٰلِكَ، ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ فِي ((شَرْحِ الأَلْفِيَةِ)).

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ درج بالا اختلاف انہی تابعی کے سلسلے میں ہے جن کی یہ عادت ہو کہ وہ بعد میں آنے والے ثقہ راوی سے ہی ارسال کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر کسی تابعی کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ثقہ و غیر ثقہ سب سے ارسال کرتے ہیں؛ تو پھر بالاتفاق ان کی حدیثِ مرسل پر توقف ہی کیا جائے گا۔

(۳) معضل

وَ إِنْ كَانَ السُّقُوْطُ مِنْ أَثْنَاءِ الإِسْنَادِ، فَإِنْ كَانَ السَّاقِطُ اثْنَيْنِ مُتَوَالِيًا يُسَمّٰى مُعْضَلاً -بِفَتْحِ الضَّادِ-.

مُعضَل : وہ حدیث منقطع شریف ہے جس کی سند کے درمیان سے پے در پے دو راوی ساقط ہو گئے ہوں۔

(۴) منقطع

وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ غَيْرِ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ يُسَمّٰى مُنْقَطِعًا .

وَعَلَى هٰذَا يَكُوْنُ الْمُنْقَطِعُ قِسْمًا مِنْ غَيْرِ الْمُتَّصِلِ، وَقَدْ يُطْلَقُ الْمُنْقَطِعُ بِمَعْنٰى غَيْرِ الْمُتَّصِلِ مُطْلَقًا شَامِلاً لِجَمِيْعِ الأَقْسَامِ، وَبِهٰذَا الْمَعْنٰى يُجْعَلُ مَقْسَمًا.

منقطع : وہ حدیث ہے جس کی سند سے ایک راوی یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے ساقط ہو گئے ہوں۔

نوٹ :اِس تعریف کے اعتبار سے منقطع قسم بنے گی اور غیر متصل کو مقسم قرار دیا جائے گا۔کبھی منقطع کو غیر متصل کے معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ سابق میں کیا گیا ہے؛ اُس معنیٰ کے اعتبار سے منقطع کو مقسم قرار دیا جائے گا اور معلق ،مرسل اور معضل وغیرہ اس کی قسمیں بنیں گی۔

سند سے راوی کے ساقط ہونے کو پہچاننے کا طریقہ

وَيُعْرَفُ الانْقِطَاعُ وَسُقُوْطُ الرَّاوِيْ بِمَعْرِفَةِ عَدَمِ الْمُلاقَاةِ بَيْنَ الرَّاوِيْ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ: إِمَّا بِعَدَمِ الْمُعَاصَرَةِ، أَوْ عَدَمِ الإِجْتِمَاعِ والإِجَازَةِ عَنْهُ.

سوال: راوی کے ساقط ہونے کا پتہ کیسے چلے گا؟

جواب : سند سے راوی کے ساقط ہونے کا پتہ، راوی اور مروی عنہ کے درمیان ملاقات کے ثابت نہ ہونے سے چلے گا؛ جس کی تین شکلیں ہیں:

(۱) عدم معاصرت : یعنی راوی اور مروی عنہٗ کے ہم عصر نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ایک دوسرے سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔

(۲) عدم اجتماع: یعنی راوی اور مروی عنہ کے ایک جگہ جمع نہ ہونے سے ملاقات کا نہ ہونا ثابت ہو جائے گا۔

(۳) عدم اجازت: یعنی راوی کو مروی عنہ سے حدیث نقل کرنے کی اجازت کا حاصل نہ ہونا ملاقات کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔

عدم لقاء کی مذکورہ شکلوں تک رسائی کا ذریعہ

بِحُكْمِ عِلْمِ التَّأْرِيْخِ الْمُبَيِّنِ لِمَوَالِيْدِ الرُّوَاةِ وَوَفَيَاتِهِمْ، وَتَعْيِيْنِ أَوْقَاتِ طَلَبِهِمْ وَارْتِحَالِهِمْ. وبِهٰذا((صَارَ عِلْمُ التَّأْرِيْخِ أَصْلاً وَعُمْدَةً عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ)).

سوال: عدم لقا کی مذکورہ تینوں شکلوں تک کیسے پہنچا جائے گا؟

جواب : اس میں اہم کردار علم تاریخ کا ہے؛ اسی کے ذریعے راویوں کی سنِ پیدائش اور سنِ وفات کی جانکاری حاصل کی جا سکتی ہے، اور اسی کے ذریعے دورِ طالب علمی کی تعیین اور برائے حصولِ علم کیے جانے والے اسفار کو معلوم کیا جا سکتا ہے؛ اسی لیے یہ مثل مشہور ہے: "صَارَ عِلْمُ التَّارِيْخِ أَصْلاً وَعُمْدَةً عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ".

(۵) مدلس

وَمِنْ أَقْسَامِ الْمُنْقَطِعِ الْمُدلَّسُ- بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ -

.وَيُقَالُ لِهٰذَا الْفِعْلِ: ((التَّدْلِيسُ)) ، وَلِفَاعِلِهِ: ((مُدَلِّسٌ)) -بِكَسْرِ اللَّامِ-
وَصُورَتُهُ: أَنْ لَّا يُسَمِّيَ الرَّاوِي شَيْخَهُ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ، بَلْ يَرْوِي عَمَّنْ فَوْقَهُ بِلَفْظٍ يُوْهِمُ السَّمَاعَ ولا يَقْطَعُ كَذِباً، كَمَا يَقُوْلُ: ((عَنْ فُلاَنٍ))، وَ((قَالَ فُلاَنٌ)).

منقطع کی قسموں میں سے مدلَّس بھی ہے؛ جس کی تعریف یہ ہے:

مدلس: وہ حدیث منقطع ہے جس کا راوی اپنے شیخ کے بجائے اوپر والے شیخ کا نام اس طرح ذکر کرے کہ اس سے سننے کا وہم ہونے لگے، صراحتاً جھوٹ نہ بولے، جیسے: عَنْ فُلاَنٍ اور قَالَ فُلاَنٌ کہا جائے۔ اس طرح سے روایت کے نقل کرنے کو "تدلیس" کہتے ہیں اور ایسے راوی کو "مدلِّس" کہا جاتا ہے۔

تدلیس کے لغوی معنی

وَالتَّدْلِيسُ فِي اللُّغَةِ: كِتْمَانُ عَيْبِ السِّلْعَةِ فِي الْبَيْعِ، وَقَدْ يُقَالُ: إِنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنَ ((الدَّلَسِ)) وَهُوَ اخْتِلاطُ الظَّلاَمِ وَاشْتِدَادُهُ.

تدلیس کے لغوی معنی سامان بیچتے ہوئے مبیع کے عیب کو چھپانے کے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں: کہ تدلیس "دَلَسٌ" سے مشتق ہے؛ جس کے معنی شدید تاریکی کے ہیں۔

معنی لغوی اور اصطلاحی میں مناسبت

سُمِّيَ بِهِ لاِشْتِرَاكِهِمَا فِي الْخَفَاءِ.

سوال: معنی لغوی اور اصطلاحی میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: معنی لغوی میں چھپانے کا مفہوم موجود ہے، اور معنی اصطلاحی میں بھی راوی اپنے شیخ کے نام کو چھپاتا ہے؛ گویا خفاء میں اشتراک موجود ہے۔

تدلیس کا حکم

● قَالَ الشَّيْخُ: وَحُكْمُ مَنْ ثَبَتَ عَنْهُ التَّدْلِيْسُ : أَنَّهُ لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ إِلاَّإِذَا صَرَّحَ بِالتَّحْدِيْثِ.

● قَالَ الشُّمُنِّيُّ: التَّدْلِيْسُ حَرَامٌ عِنْدَ الأَئِمَّةِ.

● وَرُوِيَ عَنْ وَكِيْعٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَحِلُّ تَدْلِيْسُ الثَّوْبِ، فَكَيْفَ بِتَدْلِيْسِ الْحَدِيْثِ؟

● وَبَالَغَ شُعْبَةُ فِيْ ذَمِّهٖ.

علاّمہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: جس شخص کے بارے میں تدلیس ثابت ہوجائے، اس کی کوئی روایت اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ سننے کی صراحت نہ کردے۔

امام شُمُنِّیؒ فرماتے ہیں: کہ تدلیس کرنا محدثین کے نزدیک حرام ہے۔

امام وکیعؒ فرماتے ہیں: کہ جب کپڑے میں تدلیس حلال نہیں ہے، تو حدیث میں تدلیس کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

امام شعبہؒ نے تدلیس کی بہت زیادہ برائی بیان فرمائی ہے۔

مدلِّس کی حدیث کا حکم

● وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ قَبُوْلِ رِوَايَةِ الْمُدَلِّسِ

● فَذَهَبَ فَرِيْقٌ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ إِلَى أَنَّ التَدْلِيْسَ جَرْحٌ ،وَأَنَّ مَنْ عُرِفَ بِهٖ لاَ يُقْبَلُ حَدِيْثُهٗ مُطْلَقًا.

● وَقِيْلَ: يُقْبَلُ .

● وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ إِلَى قَبُوْلِ تَدْلِيْسِ مَنْ عُرِفَ أَنَّهُ لاَ يُدَلِّسُ إِلاَّ عَنْ

ثِقَةٍ كَابْنِ عُيَيْنَةَ ، وَإِلٰى رَدِّ مَنْ كَانَ يُدَلِّسُ عَنِ الضُّعَفَائِ وَغَيْرِهِمْ، حَتّٰى يَنُصَّ عَلَى سَمَاعِهِ بِقَوْلِهِ: ((سَمِعْتُ))، أَوْ ((حَدَّثَنَا)) ، أو ((أَخْبَرَنَا)).

مدلس کی حدیث کے حکم کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے؛ ذیل میں مختلف آراء ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) بعض محدثین اور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ تدلیس ایک عیب ہے؛ اس لیے جو شخص اس میں مشہور ہو جائے اس کی کوئی حدیث کسی حالت میں قبول نہیں کی جائے گی۔

(۲) بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ مدلِّس کی حدیث مقبول ہوگی۔

(۳) جمہور کی رائے یہ ہے کہ اس مدلِّس کی حدیث مقبول ہوگی کہ جس کے بارے میں یہ مشہور ہو کہ وہ ثقہ سے ہی تدلیس کرتا ہے، جیسے: امام ابن عیینہؒ۔ اس کے برخلاف وہ شخص جو ضعیف اور ثقہ سب سے تدلیس کرتا ہو، اس کی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کی جائے گی جب تک وہ سمعتُ، حَدَّثَنا یا أَخْبَرَنَا جیسے جملے سے مروی عنہ سے حدیث سننے کی صراحت نہ کر دے۔

تدلیس کی وجوہات

وَالْبَاعِثُ عَلَى التَّدْلِيْسِ

قَدْ يَكُوْنُ لِبَعْضِ النَّاسِ غَرَضٌ فَاسِدٌ ، مِثْلُ: إِخْفَاءِ السَّمَاعِ مِنَ الشَّيْخِ ؛ لِصِغَرِ سِنِّهِ، أَوْ عَدَمِ شُهْرَتِهِ وَجَاهِهِ عِنْدَ النَّاسِ.

وَالَّذِيْ وَقَعَ مِنْ بَعْضِ الأَكَابِرِ لَيْسَ لِمِثْلِ هٰذَا، بَلْ مِنْ جِهَةِ وُثُوْقِهِمْ بِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ، وَالاِسْتِغْنَاءِ بِشُهْرَةِ الْحَالِ.

قَالَ الشُّمُنِّيُّ: يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الثِّقَاتِ عَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ، فَاسْتَغْنٰى بِذِكْرِهٖ عَنْ ذِكْرِ أَحَدِهِمْ أَوْ ذِكْرِ جَمِيْعِهِمْ؛ لِتَحَقُّقِهٖ بِصِحَّةِ الْحَدِيْثِ فِيْهِ ، كَمَا يَفْعَلُ الْمُرْسِلُ.

سوال: تدلیس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟

جواب: عام طور پر تدلیس کی دو وجہیں ہوتی ہیں؛ ان میں سے ایک فاسد اور دوسری جائز ہے:

تدلیس کی غرض فاسد یہ ہے: کہ راوی اپنے شیخ سے سننے کو اس کے کم عمر ہونے یا مشہور اور باعزت نہ ہونے کی وجہ سے چھپائے؛ یہ شکل ناجائز ہے۔

جائز شکل یہ ہے: کہ راوی اپنے شیخ کا نام حدیث کی صحت پر اعتماد اور شیخ کے قابل اعتبار و مشہور ہونے کی وجہ سے ذکر نہ کرے (شیخ کی حالت اور اس کی شخصیت کے مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے وہ اس کا نام ذکر کرنے سے بے نیاز ہو گیا ہو) اور اوپر والے شیخ سے روایت کو نقل کر دے، جیسا کہ بعض اکابر علماء کیا کرتے تھے۔

امام شمنیؒ نے تدلیس کے جواز کی ایک اور صورت ذکر فرمائی ہے: وہ یہ ہے کہ راوی نے حدیث ثقات کی ایک جماعت سے سنی ہو اور انہوں نے کسی ایک شیخ سے نقل کی ہو؛ لیکن راوی روایت کرتے ہوئے ثقہ جماعت میں سے کسی کا بھی تذکرہ نہ کر کے یا جماعت کے ہر ہر فرد کا تذکرہ نہ کر کے صرف اسی شیخ کے نام کو ذکر کرے جس سے ثقہ جماعت نے روایت کو نقل کیا ہے؛ یقینی طور پر حدیث کے صحیح ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ مرسِل کرتا ہے۔

حدیثِ مضطرب

وَإِنْ وَقَعَ فِي إِسْنَادٍ أَوْ مَتَنٍ اخْتِلَافٌ مِنَ الرُّوَاةِ.

بِتَقْدِيمٍ وَتَأْخِيرٍ، أَوْ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ، أَوْ إِبْدَالِ رَاوٍ مَكَانَ رَاوٍ آخَرَ، أَوْ مَتَنٍ مَكَانَ مَتَنٍ، أَوْ تَصْحِيفٍ فِي أَسْمَاءِ السَّنَدِ أَوْ أَجْزَاءِ الْمَتَنِ، أَوْ بِاخْتِصَارٍ أَوْ حَذْفٍ، أَوْ مِثْلِ ذٰلِكَ؛ فَالْحَدِيثُ مُضْطَرِبٌ.

مضطرب: وہ حدیث شریف ہے جس کی سند یا متن میں کسی طرح کا اختلاف ہو۔

نوٹ: سند یا متن میں پائے جانے والے اختلاف کی بہت سی شکلیں ہیں؛ جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

اختلاف فی المتن کی شکلیں: الفاظ کی تقدیم وتاخیر، کمی وزیادتی کی وجہ سے متن میں اختلاف ہوتا ہے، اسی طرح ایک متن کی جگہ دوسرا متن یا اجزاءِ متن کے ردّ وبدل سے اور اختصار وحذف سے بھی متن میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

اختلاف فی السند کی شکلیں: راویوں کی تقدیم وتاخیر، کمی وزیادتی، ایک راوی کی جگہ دوسرے راوی کے آنے اور سند میں پائے جانے والے ناموں کے بدل جانے سے؛ سند میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

حکم

فَإِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ فِبِهَا، وَإِلَّا فَالتَّوَقُّفُ.

سوال: حدیثِ مضطرب کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حدیثِ مضطرب میں پائے جانے والے اختلاف کے درمیان تطبیق دینا ممکن ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ تو حدیثِ مضطرب پر توقف کیا جائے گا۔

مُدرج

وَإِنْ أَدْرَجَ الرَّاوِيُ كَلَامَهُ أَوْ كَلَامَ غَيْرِهِ مِنْ صَحَابِيٍّ أَوْ تَابِعِيٍّ -مَثَلاً-؛ لِغَرَضٍ مِنَ الأَغْرَاضِ، كَبَيَانِ اللُّغَةِ، أَوْ تَفْسِيرٍ لِلْمَعْنَىٰ، أَوْ تَقْيِيدٍ لِلْمُطْلَقِ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فَالْحَدِيْثُ مُدْرَجٌ.

مُدرَج : وہ حدیث شریف ہے جس میں راوی کسی لفظ کے معنی کو بیان کرنے یا مطلق کو مقید کرنے یا اسی طرح کسی اور مقصد سے اپنے یا کسی اور کے کلام کو شامل کر دے۔

تیسری فصل

حدیث کونقل کرنے کی شکلیں

تَنْبِيهٌ: وَهٰذَا الْمَبْحَثُ يَنْجَرُّ إِلَى رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ وَنَقْلِهِ بِالْمَعْنىٰ .

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ حدیث کونقل کرنے کی دوشکلیں ہیں:

(۱) **روایۃ الحدیثِ بالالفاظ**: یعنی حدیث شریف کوانہی الفاظ کے ساتھ نقل کرنا جوزبانِ رسالت سے صادر ہوئے ہیں۔ حدیث کونقل کرنے کی یہ شکل بالاتفاق جائز ہے۔

(۲) **روایۃ الحدیثِ بالمعنی** : یعنی حدیث کے مفہوم کونقل کیا جائے اور اس کے الفاظ کوچھوڑ دیا جائے، اس فصل میں خاص طور پر صرف اسی دوسری قسم سے بحث کی گئی ہے۔

روایۃ الحدیث بالمعنی کا حکم

وَفِيْهِ اخْتِلَافٌ:

فَالأَكْثَرُوْنَ عَلَى أَنَّهُ جَائِزٌ مِمَّنْ هُوَعَالِمٌ بِالْعَرَبِيَّةِ، وَمَاهِرٌ فِيْ أَسَالِيْبِ الْكَلَامِ، وَعَارِفٌ بِخَوَاصِّ التَّرَاكِيْبِ، وَمَفْهُوْمَاتِ الْخِطَابِ؛ لِئَلَّا يُخْطِئَ بِزِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ.

وَقِيْلَ : جَائِزٌ فِيْ مُفْرَدَاتِ الأَلْفَاظِ دُوْنَ الْمُرَكَّبَاتِ.

وَقِيْلَ : جَائِزٌ لِمَنِ اسْتَحْضَرَ أَلْفَاظَهُ؛ حَتّٰى يَتَمَكَّنَ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيْهِ.

وَقِيْلَ : جَائِزٌ لِمَنْ يَحْفَظُ مَعَانِيَ الأَحَادِيْثِ، وَنَسِيَ أَلْفَاظَهَا ؛ لِلضَّرُوْرَةِ فِيْ تَحْصِيْلِ الأَحْكَامِ وَأَمَّا مَنِ اسْتَحْضَرَ الأَلْفَاظَ فَلَا يَجُوْزُ لَهُ؛ لِعَدَمِ الضَّرُوْرَةِ.

وَهٰذَا الْخِلَافُ فِي الْجَوَازِ وَعَدَمِهٖ . وَأَمَّا أَوْلَوِيَّةُ رِوَايَةِ اللَّفْظِ مِنْ غَيْرِ تَصَرُّفٍ فِيْهَا فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا، فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَ، الْحَدِيْثُ.

"روایة الحدیث بالمعنی" کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے؛ جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(۱) جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ "روایۃ الحدیثِ با لمعنٰی" اسی شخص کے لیے جائز ہے جو عربی زبان، اسلوب کلام، ترکیب کی خصوصیات اور خطاب کے مفہومات سے واقف ہو؛ تاکہ مفہوم کو ادا کرنے میں کمی وزیادتی کا مرتکب نہ ہو۔

(۲) کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ "روایۃ الحدیثِ با لمعنٰی" صرف الفاظِ مفردہ میں جائز ہے، جملہ مرکبہ میں "روایۃ الحدیثِ با لمعنٰی" جائز نہیں ہے۔

(۳) بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ "روایۃ الحدیثِ با لمعنٰی" اسی شخص کے لیے جائز ہے جس کو الفاظ یاد ہوں؛ تاکہ وہ حسب ضرورت تصرف کرنے پر قادر رہے۔

(۴) محدثین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ "روایۃ الحدیثِ با لمعنٰی" اسی شخص کے لیے جائز ہے جو حدیث کے الفاظ کو بھول گیا ہو؛ مگر معنیٰ اور مفہوم یاد ہوں؛ تاکہ احکام کو سیکھنے اور حاصل کرنے میں کسی طرح کی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ اور جس شخص کو الفاظ یاد ہوں اس کے لیے "روایۃ الحدیثِ با لمعنٰی" جائز نہیں ہے؛ ضرورت کے نہ ہونے کی وجہ سے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اختلاف "روایۃ الحدیث بالمعنٰی" کے جواز وعدم جواز سے متعلق ہے، جہاں تک سوال افضلیت اور اولویت کا ہے تو حدیث کے الفاظ کو جوں کا توں ذکر کر دینا بالاتفاق اولیٰ اور افضل ہے؛ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث شریف میں روایت کے الفاظ یاد کرنے اور اس کو جوں کا توں نقل کرنے والے کو دعاء سے نوازا ہے؛ چناں چہ آپ ﷺ

کا ارشاد ہے: اللہ رب العزت اس شخص کو خوش رکھے جو میری بات کو سنے اس کو محفوظ کرے اور پھر جیسے سنا ہے ویسے ہی اس کو ادا کردے یعنی دوسروں تک پہنچادے۔

روایت بالمعنیٰ صحاح وغیرہ میں بھی ہے

وَالنَّقْلُ بِالْمَعْنَىٰ وَاقِعٌ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَغَيْرِهَا.

سوال: "روایة الحدیثِ با لمعنیٰ" کیا صحاح ستہ وغیرہ میں ہے؟

جواب : جی ہاں، صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں "روایة الحدیثِ بالمعنیٰ" موجود ہے۔

عنعنہ اور حدیث معنعن

وَ((الْعَنْعَنَةُ)) رِوَايَةُ الْحَدِيثِ بِلَفْظِ ((عَنْ فُلاَنٍ ، عَنْ فُلاَنٍ...)).

وَ((الْمُعَنْعَنُ))حَدِيثٌ رُوِيَ بِطَرِيقِ الْعَنْعَنَةِ.

عنعنہ: حدیث کو "عن فلانٍ، عن فلانٍ" کے انداز پر نقل کرنا عنعنہ کہلاتا ہے۔

معنعن: وہ حدیث شریف ہے جس کو عنعنہ کے طریقے پر نقل کیا گیا ہو۔

عنعنہ کے شرائط

وَيُشْتَرَطُ فِي ((الْعَنْعَنَةِ)) الْمُعَاصَرَةُ عِنْدَ مُسْلِمٍ، واللِّقَاءُ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ، وَالأَخْذُ عِنْدَ قَوْمٍ آخَرِينَ.

وَمُسْلِمٌ رَدَّ عَلَى الْفَرِيقَيْنِ أَشَدَّ الرَّدِ وَبَالَغَ فِيهِ.

عنعنہ کے درست ہونے کے لیے محدثین نے شرائط ذکر کیے ہیں؛ جن میں اختلاف پایا جاتا ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) امام مسلمؒ کے نزدیک عنعنہ کے درست ہونے کے لیے "معاصرت" شرط ہے: یعنی عنعنہ کے صحیح ہونے کے لیے راوی اور مروی عنہ کا ہم زمانہ ہونا ضروری ہے۔

(۲) امام بخاریؒ کے نزدیک عنعنہ کے درست ہونے کے لیے معاصرت کے ساتھ ساتھ "لقاء" بھی ضروری ہے: یعنی راوی اور مروی عنہ کا ہم زمانہ ہونا کافی نہیں ہے ؛بل کہ دونوں کی ملاقات کا ہونا بھی ضروری ہے۔

(۳) بعض محدثین کے نزدیک عنعنہ کے درست ہونے کے لیے معاصرت اور لقاء کے ساتھ ساتھ "اخذ" کا ثبوت بھی ضروری ہے: یعنی معاصرت اور لقاء کے ساتھ ساتھ راوی کا مروی عنہ سے حدیث حاصل کرنے کا ثبوت بھی ضروری ہے۔

نوٹ: امام مسلمؒ نے بقیہ دونوں فریقوں پر شدید تنقید فرمائی ہے اور صرف "معاصرت" کی شرط کو کافی مانا ہے۔

مدلس کی حدیثِ عنعنہ کا حکم

وَعَنْعَنَةُ الْمُدَلِّسِ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ.

مُدلِّس کی حدیثِ عنعنہ ناقابل قبول ہے، جب تک کہ وہ اپنے شیخ سے سننے کی وضاحت نہ کردے۔

مسند

وَكُلُّ حَدِيْثٍ مَرْفُوْعٍ سَنَدُهٗ مُتَّصِلٌ فَهُوَ ((مُسْنَدٌ)). هٰذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ الْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ.

وَبَعْضُهُمْ يُسَمِّيْ كُلَّ مُتَّصِلٍ (مُسْنَدًا) –وَإِنْ كَانَ مَوْقُوفًا أَوْ مَقْطُوْعًا–. وَبَعْضُهُمْ يُسَمِّي الْمَرْفُوْعَ (مُسْنَدًا) – وَإِنْ كَانَ مُرْسَلًا أَوْ مُعْضَلاً أَوْ مُنْقَطِعًا–.

مُسنَد : وہ حدیث ہے جو مرفوع ہو اور اس کی سند متصل ہو، مسند کی یہی تعریف مشہور اور قابل اعتبار ہے۔

مسند کی دو تعریفیں اور بھی کی گئی ہیں

(۱) **مسند**: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اگر چہ موقوف یا مقطوع ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) **مسند**: وہ حدیث ہے جو مرفوع ہو اگر چہ مرسل یا مُعضَل یا منقطع ہی کیوں نہ ہو۔



چوتھی فصل

حدیث ضعیف کی مختلف قسمیں

وَمِنْ أَقْسَامِ الْحَدِيْثِ: الشَّاذُّ وَالْمُنْكَرُ وَالْمُعَلَّلُ.

حدیث ضعیف کی، راوی کے وصف کے اعتبار سے چند قسمیں یہ ہیں:

(۱) شاذ (۲) مُنکر (۳) مُعلّل

(۱) شاذ

وَ ((الشَّاذُّ)) فِي اللُّغَةِ: مَنْ تَفَرَّدَ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَخَرَجَ مِنْهَا.

وَفِي الإِصْطِلاحِ: مَا رُوِيَ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَاوِيْهِ ثِقَةً فَهُوَ ((مَرْدُوْدٌ)). وَإِنْ كَانَ ثِقَةً فَسَبِيْلُهُ التَّرْجِيْحُ بِمَزِيْدِ حِفْظٍ وَضَبْطٍ، أَوْ كَثْرَةِ عَدَدٍ، وَوُجُوْهٍ أُخَرَ مِنَ التَّرْجِيْحَاتِ. فَالرَّاجِحُ يُسَمّٰى ((مَحْفُوْظًا))، وَالْمَرْجُوْحُ ((شَاذًّا)).

شاذ کے لغوی معنی: جماعت سے الگ اور تنہا رہ جانے والے کے ہیں۔

حدیث شاذ کی اصطلاحی تعریف

شاذ وہ حدیث ہے جو ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف نقل کی گئی ہو۔ اگر اس حدیث کا راوی ثقہ نہ ہو تو وہ مردو کہلائے گی۔ اور اگر ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف نقل کی گئی حدیث کا راوی ثقہ ہو؛ تو فیصلہ قوت حفظ یا کثرت عدد اور دیگر وجوہ ترجیح کی بنیاد پر کیا جائے

گا؛ چنانچہ جس کو راجح قرار دیا جائے گا اس کو محفوظ کہا جائے گا، اور مرجوح کو شاذ کہا جائے گا۔

گویا شاذ کے بالمقابل محفوظ وہ حدیث شریف ہے جس کو ثقہ راویوں نے نقل کیا ہو اور انہیں قوت حفظ یا کسی اور وجہ سے ترجیح دی گئی ہو۔

(۲) منکر

وَ((الْمُنْكَرُ))حَدِيثٌ رَوَاهُ ضَعِيفٌ مُخَالِفٌ لِمَنْ هُوَ أَضْعَفُ مِنْهُ، وَمُقَابِلُهُ ((الْمَعْرُوفُ)).

منکر: وہ حدیث شریف ہے جس کو اضعف راوی ضعیف راوی کے خلاف نقل کرے اس کے مدِّ مقابل معروف کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

معروف:- وہ حدیث ہے جس کو ضعیف راوی اضعف کے خلاف نقل کرے۔

فَالْمُنْكَرُ وَالْمَعْرُوفُ كِلَا رَاوِيَيْهِمَا ضَعِيفٌ ، وَأَحَدُهُمَا أَضْعَفُ مِنَ الْآخَرِ. وَفِي الشَّاذِّ وَالْمَحْفُوظِ قَوِيٌّ، وَأَحَدُهُمَا أَقْوىٰ مِنَ الْآخَرِ.

وَالشَّاذُ وَالْمُنكَرُ مَرْجُوحَانِ ، وَالْمَحْفُوظُ وَالْمَعْرُوفُ رَاجِحَانِ.

نوٹ: اگر اوپر ذکر کردہ تفصیل میں غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ منکر اور معروف دونوں کے راویوں میں ضعف ہوتا ہے اور ان میں سے ایک؛ یعنی منکر کا راوی اضعف ہوتا ہے، اور شاذ و محفوظ دونوں کے راوی قوی ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک؛ یعنی محفوظ کا راوی اقوی ہوتا ہے۔ الغرض شاذ اور منکر مرجوح ہیں اور ان کے بالمقابل محفوظ اور معروف راجح ہیں۔

شاذ و منکر کی دو اور تعریفیں

وَبَعْضُهُمْ لَمْ يَشْتَرِطُوا فِي (الشَّاذِّ) وَ (الْمُنْكَرِ) قَيْدَ الْمُخَالَفَةِ لِرَاوٍ

آخَرَ، قَوِيًّا كَانَ أَوْ ضَعِيفًا؛ وَقَالُوْا: ((الشَّاذُّ)): مَا رَوَاهُ الثِّقَةُ، وَتَفَرَّدَ بِهٖ وَلَا يُوْجَدُ لَهٗ أَصْلٌ مُوَافِقٌ وَمُعَاضِدٌ لَهٗ – وَهٰذَا صَادِقٌ عَلٰى فَرْدٍ ثِقَةٍ صَحِيْحٍ –، وَبَعْضُهُمْ لَمْ يَعْتَبِرُوْا الثِّقَةَ وَلَا الْمُخَالَفَةَ .وَكَذٰلِكَ (الْمُنْكَرُ) لَمْ يَخُصُّوْهُ بِالصُّوْرَةِ الْمَذْكُوْرَةِ ؛وَسَمَّوْا حَدِيْثَ الْمَطْعُوْنِ بِفِسْقٍ، أَوْ فَرْطِ غَفْلَةٍ، وَكَثْرَةِ غَلَطٍ (مُنْكَرًا). وَهٰذِهِ اصْطِلَاحَاتٌ لَا مُشَاحَّةَ فِيْهَا.

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض محدثین نے شاذ ومنکر کی دو اور تعریفیں بھی کی ہیں؛ جن میں مخالفت کی قید نہیں لگائی ہے۔

شاذ کی تعریف نمبر ۲: شاذ وہ حدیث شریف ہے جس کو ثقہ راوی، تنِ تنہا ذکر کرے؛ یعنی اس کے مؤید کوئی روایت موجود نہ ہو:

شاذ کی تعریف نمبر ۳: شاذ وہ حدیث شریف ہے جس کو کوئی راوی تنہا ذکر کرے۔

ان تعریفات میں غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ تعریف نمبر ۲- میں ''ثقات کی مخالفت'' کی قید ساقط کردی گئی ہے اور تعریف نمبر ۳- میں ''راوی کے ثقہ ہونے'' کی شرط کو بھی کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔

منکر کی تعریف نمبر ۲: منکر وہ حدیث شریف ہے جس کو اضعف راوی نقل کرے۔ منکر کی اس دوسری تعریف سے ''ضعیف راوی کی مخالفت'' کی قید ہٹادی گئی ہے۔

منکر کی تعریف نمبر ۳: منکر وہ حدیث شریف ہے جس کے راوی پر فسق وفجور، بہت زیادہ غافل رہنے اور بہ کثرت غلطی کرنے کا الزام لگایا گیا ہو۔

(۳) معلّل

وَ ((الْمُعَلَّلُ))– بِفَتْحِ اللَّامِ – إِسْنَادٌ فِيْهِ عِلَلٌ وَأَسْبَابٌ غَامِضَةٌ خَفِيَّةٌ

قَادِحَةٌ فِي الصِّحَّةِ، يَتَنَبَّهُ لَهَا الْحُذَّاقُ الْمَهَرَةُ مِنْ أَهْلِ هٰذَا الشَّأْنِ، كَإِرْسَالٍ فِي الْمَوْصُوْلِ، وَوَقْفٍ فِي الْمَرْفُوْعِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

وَقَدْ يَقْتَصِرُ عِبَارَةُ الْمُعَلِّلِ - بِكَسْرِ اللَّامِ - عَنْ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَى دَعْوَاهُ كَالصَّيْرَفِيِّ فِي نَقْدِ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ .

معلّل : وہ حدیث شریف ہے جس کی سند میں ایسا پوشیدہ عیب اور کمی ہو، جو اس کی صحت کے لئے نقصان دہ ہو، جس پر ماہرین فن ہی متنبہ ہو سکیں، جیسے: حدیثِ متصل کا مرسل ہونا، مرفوع کا موقوف ہونا وغیرہ۔

نوٹ : یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کبھی کبھی معلِّل کی عبارت، اس کے دعوے پر دلالت کرنے میں ناقص رہ جاتی ہے؛ مگر اس کے باوجود حدیث کے معلَّل ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور محض اس کے دعوے سے حدیث کا معلَّل ہونا ثابت ہو جائے گا؛ خواہ وہ اس کی دلیل پیش کر سکے یا نہ کر سکے، جیسے: دینار و درہم کے کھرے یا کھوٹے ہونے کے سلسلے میں محض سنار کے قول کو بلا کسی دلیل کے تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

متابع کا بیان

وَإِذَا رَوَىٰ رَاوٍ حَدِيْثًا، وَ رَوَىٰ رَاوٍ آخَرُ حَدِيْثًا مُوَافِقًا لَهُ، يُسَمَّىٰ هٰذَا الْحَدِيْثُ ((مُتَابِعًا)) - بِصِيْغَةِ اسْمِ الْفَاعِلِ -. وَهٰذَا مَعْنَىٰ مَا يَقُوْلُهُ الْمُحَدِّثُوْنَ ((تَابَعَهُ فُلَانٌ)) ، وَكَثِيْرًا مَّا يَقُوْلُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ، وَيَقُوْلُوْنَ : ((وَلَهُ مُتَابِعَاتٌ)).

مُتابع : متابع وہ حدیث شریف ہے جس کو کسی راوی نے کسی دوسرے راوی کی حدیث کے موافق نقل کیا ہو۔ اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے محدثین "تَابَعَهٗ فُلَانٌ" اور "وَلَهٗ مُتَابِعاتٌ" جیسے جملے بولتے ہیں۔

متابعت کا فائدہ

وَالْمُتَابَعَةُ يُوْجِبُ التَّقْوِيَةَ وَالتَّأْيِيْدَ.

سوال: متابعت کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: متابعت کے ذریعے حدیث کو تقویت اور تائید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

متابع کا اصل کے ہم پلہ ہونا ضروری نہیں

وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يَكُوْنَ (الْمُتَابِعُ) مُسَاوِيًا فِي الْمَرْتَبَةِ لِلْأَصْلِ ـــ وَإِنْ كَانَ دُوْنَهُ يَصْلُحُ لِلْمُتَابَعَةِ.

سوال: کیا تقویت کیلئے متابع اور اصل یعنی جس روایت کی متابع کے ذریعہ تائید ہورہی ہے؛ دونوں کا ہم پلہ ہونا ضروری ہے؟

جواب: اگر متابع کا مرتبہ اصل سے کم ہوگا تب بھی اس سے تقویت وتائید کا فائدہ حاصل ہوجائے گا: گویا متابعت کے لیے متابع اور اصل کا ہم پلہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

متابعت کی قسمیں

وَالْمُتَابَعَةُ قَدْ يَكُوْنُ فِيْ نَفْسِ الرَّاوِيْ، وَقَدْ يَكُوْنُ فِيْ شَيْخٍ فَوْقَهُ.

وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ وَأَكْمَلُ مِنَ الثَّانِيْ؛ لِأَنَّ الْوَهْنَ فِيْ أَوَّلِ الْإِسْنَادِ أَكْثَرُ وَأَغْلَبُ.

متابعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) متابعت فی نفس الراوی (۲) متابعت فی شیخٍ فوقہ

(۱) **متابعت فی نفس الراوی:** کا مطلب یہ ہے کہ متابع اور اصل دونوں کے راوی ایک ہی ہوں۔

(۲) **متابعت فی شیخٍ فوقه:** کا مطلب یہ ہے کہ متابع اور اصل کے راوی الگ الگ ہوں؛ مگر اوپر کے شیخ دونوں کے ایک ہوں۔

متابعت کی ان دونوں شکلوں میں سے پہلی شکل دوسری شکل کے مقابلے میں اتم واکمل ہے؛ کیوں کہ اکثر سند کے شروع میں ہی کم زوری پائی جاتی ہے۔

متابعت کی شکلیں

وَالْمُتَابِعُ إِنْ وَافَقَ الأَصْلَ فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنَىٰ يُقَالُ: ((مِثْلُهُ)).
وَإِنْ وَافَقَ فِي الْمَعْنَىٰ دُوْنَ اللَّفْظِ يُقَالُ : ((نَحْوُهُ)).

متابعت کی دوصورتیں ہیں:

(۱) مثل (۲) نحو

مثله: وہ متابع ہے جولفظ اور معنی دونوں اعتبار سے اصل کے موافق ہو۔

نحوه: وہ متابع ہے جوصرف معنی کے اعتبار سے اصل کے موافق ہو۔

متابعت کی شرط

وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُتَابَعَةِ أَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثَانِ مِنْ صَحَابِيٍّ وَاحِدٍ.

متابعت کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ دونوں حدیثیں یعنی اصل اور متابع؛ ایک ہی صحابی سے مروی ہوں۔

(۲) شاهد

وَإِنْ كَانَا مِنْ صَحَابِيَّيْنِ يُقَالُ لَهُ: ((شَاهِدٌ))، كَمَا يُقَالُ: ((لَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ))، وَيُقَالُ: ((وَلَهُ شَوَاهِدُ))، وَ ((يَشْهَدُ بِهٖ حَدِيْثُ فُلَانٍ)).

شاهد : وہ حدیث شریف ہے جو کسی دوسرے راوی کی روایت کے موافق ہو اور دونوں روایتیں دو الگ الگ صحابہ کرامؓ سے مروی ہوں۔ اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے محدثین "وَ لَهُ شَوَاهِدُ" اور "يَشْهَدُبِهٖ حَدِيْثُ فُلَانٍ" جیسے جملے بولتے ہیں۔

بعض محدثین کی رائے

وَبَعْضُهُمْ يَخُصُّوْنَ (الْمُتَابَعَة) بِالْمُوَافَقَةِ فِي اللَّفْظِ، وَ (الشَّاهِدَ) فِيْ الْمَعْنٰى سَوَاءٌ كَانَ مِنْ صَحَابِيٍّ وَاحِدٍ أَوْ مِنْ صَحَابِيَّيْنِ.

وَقَدْ يُطْلَقُ (الشَّاهِدُ) (وَالْمُتَابِعُ) بِمَعْنًى وَاحِدٍ، وَالأَمْرُ فِيْ ذٰلِكَ بَيِّنٌ.

بعض محدثین نے متابع اور شاہد کے فرق کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر دوسری حدیث پہلی حدیث کے لفظ میں موافق ہو تو اس کو "متابع" کہیں گے اور اگر معنی میں موافق ہو تو اس کو "شاہد" کہیں گے؛ خواہ وہ دونوں ایک ہی صحابی سے مروی ہوں یا دو صحابہ کرامؓ سے۔

نوٹ : یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کبھی کبھی شاہد اور متابع کو ایک معنی میں بھی استعمال کرلیا جاتا ہے۔

اعتبار

وَ تَتَبُّعُ طُرُقِ الْحَدِيْثِ وَأَسَانِيْدِهَا لِقَصْدِ مَعْرِفَةِ (الْمُتَابِعِ).

وَ(الشَّاهِدِ) يُسَمّٰى ((الاِعْتِبَارَ)).

اعتبار : اصطلاح میں متابع اور شاہد کو تلاش کرنے کے لیے حدیث کی سند میں چھان پھٹک کرنا "اعتبار" کہلاتا ہے۔

پانچویں فصل

حدیث کی اصل کے اعتبار سے قسمیں

وَأَصْلُ أَقْسَامِ الْحَدِيْثِ ثَلاثَةٌ: (١) صَحِيْحٌ (٢) وَحَسَنٌ (٣) وَضَعِيْفٌ. فَـ ((الصَّحِيْحُ)) أَعْلَىٰ مَرْتَبَةً، وَ((الضَّعِيْفُ)) أَدْنَىٰ، وَ ((الْحَسَنُ)) مُتَوَسِّطٌ. وَسَائِرُ الأَقْسَامِ الَّتِيْ ذُكِرَتْ دَاخِلَةٌ فِيْ هٰذِهِ الثَّلاثَةِ.

حدیث کی اصل میں تین قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) حسن (۳) ضعیف۔ ان کے درمیان مرتبے میں مذکورہ ترتیب کے مطابق فرق ہے، چنانچہ صحیح کا مرتبہ سب سے اعلی ہے، ضعف ادنی درجہ کی ہے اور حسن متوسط درجہ کی ہے۔ بقیہ مذکورہ بالا تمام قسمیں ان ہی تین میں داخل ہیں۔

(۱) صحیح

فَـ ((الصَّحِيْحُ)) مَا يَثْبُتُ بِنَقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ غَيْرَ مُعَلَّلٍ وَلَا شَاذٍّ.

صحیح: وہ حدیث شریف ہے جس کا راوی عادل وقوی الحفظ ہو اور وہ (حدیث) معلل وشاذ نہ ہو۔

حدیثِ صحیح کی قسمیں

فَإِنْ كَانَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ عَلَى وَجْهِ الْكَمَالِ وَالتَّمَامِ، فَهُوَ((الصَّحِيْحُ لِذَاتِهِ)) وَإِنْ كَانَ فِيْهِ نَوْعُ قُصُوْرٍ، وَوُجِدَ مَايَجْبُرُ ذٰلِكَ الْقُصُوْرَ مِنْ كَثْرَةِ الطُّرُقِ، فَهُوَ((الصَّحِيْحُ لِغَيْرِهِ)).

(۱) **صحیح لذاتہ**: وہ حدیث صحیح ہے جس میں مذکورہ اوصافِ اربعہ بدرجۂ اتم موجود ہوں۔

(۲) **صحیح لغیرہ**: وہ حدیث صحیح ہے جس میں مذکورہ اوصافِ اربعہ میں کچھ کمی ہو جو کثرت طرق سے پوری ہو رہی ہو۔

(۲) حسن اور اس کی قسمیں

وَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ فَهُوَ ((الْحَسَنُ لِذَاتِهِ)).

حسن لذاتہ: وہ حدیث شریف ہے جس میں اوصافِ اربعہ میں کچھ کمی موجود ہو جو کثرت طرق سے پوری نہ ہو رہی ہو۔

حسن لغیرہ: وہ حدیث شریف ہے جس میں مذکورہ اوصافِ اربعہ میں سے کچھ یا تمام ناپید ہوں اور کثرت طرق سے ان کی کمی پوری ہو رہی ہو۔ صاحب مقدمہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''إِنْ تَعَدَّدَ طُرُقُهُ وَانْجَبَرَ ضُعْفُهُ يُسَمّٰى ((حَسَنًا لِغَيْرِهِ)).

(۳) ضعیف

وَمَا فُقِدَ فِيْهِ الشَّرَائِطُ الْمُعْتَبَرَةُ فِي (الصَّحِيْحِ) كُلًّا أَوْ بَعْضًا فَهُوَ ((الضَّعِيْفُ)).

ضعیف: وہ حدیث شریف ہے جس میں صحیح میں مذکور اوصاف میں سے کچھ یا تمام ناپید ہوں اور تعدد طرق سے ان کی کمی پوری نہ ہو رہی ہو۔

''حسن (لذاتہ)'' میں کون سے وصف میں کمی ہوتی ہے؟

وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ: أَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ جَمِيْعُ الصِّفَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي

(الصَّحِيحِ) نَاقِصًا فِي (الْحَسَنِ)، لٰكِنَّ التَّحْقِيقَ أَنَّ النُّقْصَانَ الَّذِي اعْتُبِرَ فِي (الْحَسَنِ) إِنَّمَا هُوَ بِخِفَّةِ الضَّبْطِ، وَبَاقِي الصِّفَاتِ بِحَالِهَا.

سوال: حسن (لذاتہ) میں مذکورہ اوصاف میں سے کون سے وصف میں کمی پائی جاتی ہے؟

جواب : حسن (لذاتہ) میں صرف ''قوّتِ حفظ'' میں کمی پائی جاتی ہے، بقیہ اوصاف مکمل ہوتے ہیں۔

اوصاف اربعہ کی تحقیق

صحیح کی تعریف میں مذکور اوصاف اربعہ میں سے دو یعنی معلل اور شاذ کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، بقیہ دو کی تفصیل درج ذیل ہے:

عدالت

وَالْعَدَالَةُ مَلَكَةٌ فِي الشَّخْصِ تَحْمِلُهُ عَلَى مُلَازَمَةِ التَّقْوٰى وَالْمُرُوْءَةِ .

سوال: عدالت کی تعریف کیا ہے؟

جواب : ''عدالت'' سے مراد انسان کے اندر پائی جانے والی وہ خوبی ہے جو اس کو ہمیشہ تقویٰ اور مروّت اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔

تقوی

وَالْمُرَادُ بِـ((التَّقْوٰى)): اجْتِنَابُ الْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ مِنَ الشِّرْكِ وَالْفِسْقِ وَالْبِدْعَةِ .وَفِي الاِجْتِنَابِ عَنِ الصَّغِيْرَةِ خِلَافٌ ، وَالْمُخْتَارُ عَدَمُ اشْتِرَاطِهٖ ؛ لِخُرُوْجِهٖ عَنِ الطَّاقَةِ ، إِلَّاالإِصْرَارَ عَلَيْهَا ؛ لِكَوْنِهٖ كَبِيْرَةً.

سوال: ''تقویٰ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''تقویٰ'' سے مراد شرک، فسق اور بدعت جیسے کبیرہ گناہوں سے بچنا ہے۔

سوال: کیا ''تقوی'' کی تعریف میں صغائر سے بچنا بھی داخل ہے؟

جواب: اس سلسلے میں اختلاف ہے، اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ ''تقوی'' کی تعریف میں صغائر سے بچنے کی شرط نہیں لگی ہے، کیوں کہ صغیرہ گناہوں سے بچنا انسان کے بس سے باہر ہے؛ ہاں اس پر اصرار کرنے سے بچنا ضروری ہے؛ اس لیے کہ صغیرہ پر اصرار اس کو کبیرہ بنا دیتا ہے۔

مرُوت

وَالْمُرَادُ بِـ((الْمُرُوءَةِ)): التَّنَزُّهُ عَنْ بَعْضِ الْخَسَائِسِ وَالنَّقَائِصِ الَّتِيْ هِيَ خِلَافُ مُقْتَضَى الْهِمَّةِ وَالْمُرُوءَةِ، مِثْلُ بَعْضِ الْمُبَاحَاتِ الدَّنِيَّةِ: كَالأَكْلِ وَالشُّرْبِ فِي السُّوْقِ، وَالْبَوْلِ فِي الطَّرِيْقِ، وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ.

سوال: ''مروّت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''مروّت'' سے مراد یہ ہے کہ انسان گری ہوئی حرکتوں سے بچے؛ جو شرافت کے خلاف ہوں، جیسے: بعض ایسے مباح کام جن کو برا سمجھا جاتا ہے، مثلاً: بازار میں کھانا پینا اور راستے میں پیشاب کرنا وغیرہ۔

ایک اہم تحقیق

وَيَنْبَغِيْ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ((عَدْلَ الرِّوَايَةِ)) أَعَمُّ مِنْ ((عَدْلِ الشَّهَادَةِ))؛ فَإِنَّ عَدْلَ الشَّهَادَةِ مَخْصُوْصٌ بِالْحُرِّ، وَعَدْلَ الرِّوَايَةِ يَشْتَمِلُ الْحُرَّ وَالْعَبْدَ.

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ راوی کا عادل ہونا بہ مقابلے گواہ کے عادل ہونے کے عام ہے، اسی کو اصطلاح میں ''عَدْلُ الرِّوَايَةِ أَعَمُّ مِنْ عَدْلِ الشَّهَادَةِ'' کہتے

ہیں؛ جس کا مطلب یہ ہے کہ گواہ کے عادل ہونے کے لیے آزاد ہونا شرط ہے، جب کہ راوی کے عادل ہونے کے لیے آزادی کی شرط نہیں لگائی گئی ہے؛ گویا "عَدْلُ الرِّوَايَةِ" عام ہے: آزاد اور غلام سب کو شامل ہے، اور "عَدْلُ الشَّهَادَة" خاص ہے: صرف آزاد ہی اس میں داخل ہے۔

ضبط

وَالْمُرَادُ بِـ((الضَّبْطِ)): حِفْظُ الْمَسْمُوْعِ وَتَثْبِيْتُهُ مِنَ الْفَوَاتِ وَالْاخْتِلَالِ بِحَيْثُ يَتَمَكَّنُ مِنِ اسْتِحْضَارِهِ. وَهُوَ قِسْمَانِ: ((ضَبْطُ الصَّدْرِ)) وَ((ضَبْطُ الْكِتَابِ)). فَـ(ضَبْطُ الصَّدْرِ) بِحِفْظِ الْقَلْبِ وَوَعْيِهِ، و(ضَبْطُ الْكِتَابِ) بِصِيَانَتِهِ عِنْدَهُ إِلَى وَقْتِ الأَدَاءِ.

سوال: اوصاف مذکورہ میں سے دوسرا وصف "ضبط" ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ضبط سے مراد یہ ہے کہ انسان سنی ہوئی بات کو محفوظ کرلے اور اس کو فوت ہونے اور خلل پیدا ہونے سے اس طرح بچالے کہ ہمہ وقت اس کو صحیح انداز سے پیش کرنے پر قادر رہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ضَبطِ صدر (۲) ضبطِ کتاب

ضَبطِ صدر: کا مطلب یہ ہے کہ انسان سنی ہوئی بات کو دل ودماغ میں محفوظ کرلے۔

ضبطِ کتاب: سے مراد یہ ہے کہ انسان سنی ہوئی بات کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرلے۔



چھٹی فصل

عدالت کونقصان پہنچانے والی چیزیں

أَمَّا الْعَدَالَةُ فَوُجُوْهُ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِهَا خَمْسٌ:

الأَوَّلُ: بِالْكِذْبِ. وَالثَّانِيْ: بِاتِّهَامِهٖ بِالْكِذْبِ. وَالثَّالِثُ: بِالْفِسْقِ. وَالرَّابِعُ: بِالْجَهَالَةِ. وَالْخَامِسُ: بِالْبِدْعَةِ.

عدالت کونقصان پہنچانے والے اسباب پانچ ہیں: (۱) کذب (۲) اتہامِ کذب (۳) فسق (۴) جہالت (۵) بدعت۔ جس راوی کے اندر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی پائی جائے گی تو اس کی ''عدالت'' ساقط ہو جائے گی اور اس کی حدیث ''ضعیف'' ہو گی۔

(۱) کذب

وَالْمُرَادُ بِكِذْبِ الرَّاوِيْ أَنَّهُ ثَبَتَ كِذْبُهُ فِي الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ - صلى الله عليه وسلم - إِمَّا بِإِقْرَارِ الْوَاضِعِ أَوْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْقَرَائِنِ. وَحَدِيْثُ الْمَطْعُوْنِ بِالْكِذْبِ يُسَمّٰى ((مَوْضُوْعًا)).

(۱) **کذب:** اس سے مراد یہ ہے کہ راوی کا اپنے اقرار کے ذریعے یا دیگر قرائن سے حدیثِ نبوی کے سلسلے میں جھوٹ بولنا ثابت ہو گیا ہو۔ ایسے راوی کی حدیث کو اصطلاح میں ''موضوع'' کہتے ہیں۔

جھوٹے راوی کی حدیث کا حکم

وَمَنْ ثَبَتَ عَنْهُ تَعَمُّدُ الْكِذْبِ فِي الْحَدِيْثِ - وَإِنْ كَانَ وُقُوْعُهُ فِي الْعُمْرِ

مَرَّةً، وَإِنْ تَابَ مِنْ ذٰلِکَ– لَمْ يُقْبَلْ حَدِيْثُهُ أَبَدًا. بِخِلاَفِ شَاهِدِ الزُّوْرِ إِذَا تَابَ.

وہ شخص جس کا حدیث شریف کے سلسلے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنا ثابت ہوگیا ہواگرچہ پوری زندگی میں اس نے ایک ہی مرتبہ ایسا کیا ہواور پھرتوبہ بھی کرلی ہوتب بھی ایسے شخص کی کوئی روایت کبھی قبول نہیں کی جائے گی۔ برخلاف جھوٹے گواہ کے کہ اگر وہ توبہ کر لےتواس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

فَالْمُرَادُ بِـ(الْحَدِيْثِ الْمَوْضُوْعِ) فِي اصْطِلاَحِ الْمُحَدِّثِيْنَ هٰذَا، لاَ أَنَّهُ ثَبَتَ كِذْبُهُ وَعُلِمَ ذٰلِکَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِخُصُوْصِهٖ. وَالْمَسْأَلَةُ ظَنِّيَّةٌ، وَالْحُكْمُ بِالْوَضْعِ وَالْاِفْتِرَاءِ بِحُكْمِ الظَّنِّ الْغَالِبِ، وَلَيْسَ إِلَى الْقَطْعِ وَالْيَقِيْنِ بِذٰلِکَ سَبِيْلٌ؛ فَإِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ.

نوٹ: یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ جھوٹے راوی کی ہرحدیث کومحدثین کی اصطلاح میں ''موضوع'' کہا جاتا ہے، خاص طور پرصرف اسی روایت کو''موضوع''نہیں کہا جاتا جس میں اس کا جھوٹ ثابت ہوگیا ہو۔ یہ ایک ظنی مسئلہ ہے یعنی ظن غالب سے ہی یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ جب ایک حدیث کے بارے میں اس کا جھوٹ بولنا ثابت ہوگیا ہے تو بقیہ روایات میں بھی اس نے جھوٹ کا سہارا لیا ہوگا، اس کی دیگر روایات کی تہ تک یقینی طور پہنچنا ممکن نہیں ہے؛ کیوں کہ جھوٹا شخص بھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔

اعتراض

وضع کے اقرار میں بھی تو واضع کو جھوٹا قرار دیا جاسکتا ہے؟

وَبِهٰذَا يَنْدَفِعُ مَا قِيْلَ فِيْ مَعْرِفَةِ الْوَضْعِ بِإِقْرَارِ الْوَاضِعِ: ((أَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَاذِبًا فِيْ هٰذَا الْإِقْرَارِ))؛ فَإِنَّهُ يُعْرَفُ صِدْقُهُ بِغَالِبِ الظَّنِّ، وَلَوْلاَ ذٰلِکَ

لَمَا سَاغَ قَتْلُ الْمُقِرِّ بِالْقَتْلِ وَلاَ رَجْمُ الْمُعْتَرِفِ بِالزِّنَا، فَافْهَمْ.

سوال: جھوٹے شخص کو وضع کے اقرار میں بھی تو جھوٹا قرار دیا جا سکتا ہے، تو پھر محض اس کے اقرار سے حدیث کو ''موضوع'' کیسے کہا جا سکتا ہے؟

جواب: اس موقع پر محدثین نے ایک اصول مقرر کیا ہے، وہ یہ ہے ''فَإِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُق'' کہ جھوٹا شخص بھی کبھی سچ بول دیتا ہے؛ اسی اصول کی بنیاد پر واضع کے اقرار کی وجہ سے حدیث کو موضوع قرار دیا جائے گا، اگر چہ وہ اپنے اس اقرار میں بھی جھوٹا ہوسکتا ہے؛ مگر اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا؛ اس لیے کہ ظن غالب سے اس کا سچا ہونا معلوم ہو رہا ہے۔ اس اصول کا شریعت میں بھی لحاظ رکھا گیا ہے؛ چناں چہ اسی وجہ سے مقر بالقتل کو قتل اور معترف بالزناء کو رجم کیا جاتا ہے۔

(۲) تہمتِ کذب

وَأَمَّا اتِّهَامُ الرَّاوِيْ بِالْكِذْبِ: فَبِأَنْ يَكُوْنَ مَشْهُوْرًا بِالْكِذْبِ وَمَعْرُوْفًا بِهٖ فِيْ كَلاَمِ النَّاسِ، وَلَمْ يَثْبُتْ كِذْبُهٗ فِي الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ.

وَفِيْ حُكْمِهٖ رِوَايَةُ مَا يُخَالِفُ قَوَاعِدَ مَعْلُوْمَةً ضَرُوْرِيَّةً فِي الشَّرْعِ، كَذَا قِيْلَ.

وَيُسَمّٰى هٰذَا الْقِسْمُ ((مَتْرُوْكًا))، كَمَا يُقَالُ: ((حَدِيْثُهٗ مَتْرُوْكٌ)) و((فُلاَنٌ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ)).

(۲) **تہمت کذب**: اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی لوگوں سے گفتگو کے دوران جھوٹ بولنے میں مشہور ہو؛ مگر حدیث نبوی میں اس کا جھوٹ ثابت نہ ہو۔

نوٹ: بعض اہل علم کے نزدیک وہ روایت بھی اتہام بالکذب کے حکم میں ہے جو معروف شرعی اصول وقواعد کے خلاف ہو۔

اصطلاح میں اس طرح کی روایت کو "متروک" کہا جاتا ہے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے محدثین "حَدِیْثُہٗ مَتْرُوْکٌ" اور "فُلَانٌ مَتْرُوْکُ الْحَدِیْثِ" جیسے جملے بولتے ہیں۔

متہم بالکذب راوی کی حدیث کا حکم

وَهٰذَا الرَّجُلُ إِنْ تَابَ، وَصَحَّتْ تَوْبَتُهٗ، وَظَهَرَتْ أَمَارَاتُ الصِّدْقِ مِنْهُ؛ جَازَ سَمَاعُ الْحَدِيْثِ مِنْهُ.

وَالَّذِيْ يَقَعُ مِنْهُ الْكِذْبُ أَحْيَانًا نَادِرًا فِيْ كَلَامِهٖ غَيْرِ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ فَذٰلِكَ غَيْرُ مُؤَثِّرٍ فِيْ تَسْمِيَةِ حَدِيْثِهٖ بِـ(الْمَوْضُوْعِ) أَوِ (الْمَتْرُوْكِ)، وَ إِنْ كَانَتْ مَعْصِيَةً.

اگر یہ شخص سچی توبہ کرلے اور سچائی کی علامات اس کے اوپر ظاہر ہونے لگیں تو اس سے حدیث کا سننا اور نقل کرنا جائز ہے۔

نوٹ: یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ راوی جو دورانِ گفتگو کبھی کبھار جھوٹ بول دیتا ہو اور حدیث نبوی میں اس کا جھوٹ ثابت نہ ہو تو ایسے شخص کی روایت کو "موضوع" یا "متروک" نہیں کہا جائے گا، اگرچہ کبھی کبھی جھوٹ بولنا بھی گناہ ہے۔

(۳) فسق

وَأَمَّا الْفِسْقُ، فَالْمُرَادُ بِهٖ: الْفِسْقُ فِي الْعَمَلِ دُوْنَ الاعْتِقَادِ؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ دَاخِلٌ فِي الْبِدْعَةِ، وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ الْبِدْعَةُ فِي الاعْتِقَادِ.

(۳) فسق: اس سے مراد یہاں پر اعمال کی خرابیاں ہیں، عقیدے کی خرابی اس

میں داخل نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ ''بدعت'' میں داخل ہے (جس کو الگ سے بیان کیا گیا ہے)؛ اس لیے کہ عام طور پر ''بدعت'' کا استعمال شریعت میں عقیدے کی خرابی کے لیے ہوا کرتا ہے۔

اعتراض

کذب کو الگ سے کیوں بیان کیا گیا؟

وَالْكَذِبُ وَإِنْ كَانَ دَاخِلاً فِي الْفِسْقِ ، لٰكِنَّهُمْ عَدُّوْهُ أَصْلاً عَلَى حِدَةٍ ؛ لِكَوْنِ الطَّعْنِ بِهِ أَشَدَّ وَأَغْلَظَ.

سوال: اگر فسق سے مراد عملی خرابیاں ہیں، تو کذب تو اس میں داخل ہے؛ پھر اس کو الگ سے کیوں بیان کیا گیا؟

جواب: یہ بات صحیح ہے کہ کذب ''فسق'' میں داخل ہے؛ مگر چوں کہ طعن کے باب میں اس کو اہم اور سب سے بڑی کم زوری مانا گیا ہے؛ اس لیے اس کو (عدالت کو نقصان پہنچانے والا) ایک الگ اور بنیادی سبب شمار کیا گیا ہے۔

(۴) جہالت

وَأَمَّا جَهَالَةُ الرَّاوِيْ: فَإِنَّهُ أَيْضًا سَبَبٌ لِلطَّعْنِ فِي الْحَدِيْثِ ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا لَمْ يُعْرَفِ اسْمُهُ وَذَاتُهُ لَمْ يُعْرَفْ حَالُهُ وَأَنَّهُ ثِقَةٌ أَوْ غَيْرُ ثِقَةٍ، كَمَا يَقُوْلُ: ((حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ)) أَوْ ((أَخْبَرَنِيْ شَيْخٌ)) وَيُسَمّٰى هٰذَا ((مُبْهَمًا)).

(۴) **جہالت**: یعنی راوی کا مجہول ہونا، یہ بھی حدیث میں کم زوری کا ذریعہ بنتا ہے؛ کیوں کہ جس راوی کا نام اور ذات مجہول ہوگی، اس کا ثقہ اور غیر ثقہ ہونا بھی معلوم نہیں ہوگا۔ جیسے کہ کہا جائے ''أخبَرَنِيْ رَجُلٌ'' یا ''حَدَّثَنِي شَيْخٌ''. اصطلاحِ حدیث میں اس طرح کے راوی کی روایت کو ''مبہم'' کہتے ہیں۔

مبہم راوی کی حدیث کا حکم

وَحَدِيْثُ الْمُبْهَمِ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ صَحَابِيًّا ؛ لِأَنَّهُمْ عَدُوْلٌ.
وَإِنْ جَاءَ الْمُبْهَمُ بِلَفْظِ التَّعْدِيْلِ ، كَمَا يَقُوْلُ: ((أَخْبَرَنِيْ عَدْلٌ)) أَوْ ((حَدَّثَنِيْ ثِقَةٌ)) فَفِيْهِ اخْتِلَاف، وَالأَصَحُّ أَنَّهُ لا يُقْبَلُ؛ لأَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ عَدْلاًفِي اعْتِقَادِهِ لا فِيْ نَفْسِ الأَمْرِ، وَإِنْ قَالَ ذٰلِکَ إِمَامٌ حَاذِقٌ قُبِلَ.

مبہم راوی کی حدیث نا قابل قبول ہے؛ ہاں اگر مبہم راوی صحابی ہو تو حدیث قبول کی جائے گی ؛ کیوں کہ صحابۂ کرام کی مقدس جماعت عادل وثقہ ہے۔

سوال: اگر مبہم راوی کا تذکرہ ''تعدیل'' کے ساتھ کیا جائے اور یہ کہا جائے: ''أَخْبَرَنِيْ عَدْلٌ'' یا''حَدَّثَنِيْ ثِقَةٌ'' تو ایسی ''مبہم روایت'' کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی روایت کے قابل قبول ہونے کے سلسلے میں محدثین کا اختلاف ہے؛ مگر اصح قول یہ ہے کہ اس طرح کی ''تعدیل'' نا قابل قبول ہوگی اور روایت مبہم ہی رہے گی ؛ کیوں کہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ مبہم راوی اس شخص کی معلومات اور گمان کے اعتبار سے عادل ہو اور حقیقت میں ایسا نہ ہو؛ ہاں اگر اس مبہم راوی کو عادل کہنے والا فنِ حدیث کا ماہر امام ہو تو اس کی بات مانی جائے گی اور ''روایت'' قابل قبول ہوگی۔

(۵) بدعت

وَأَمَّا الْبِدْعَةُ، فَالْمُرَادُ بِهِ: اعْتِقَادُ أَمْرٍ مُحْدَثٍ عَلَى خِلَافِ مَا عُرِفَ فِي الدِّيْنِ وَمَا جَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ -ﷺ- وَأَصْحَابِهِ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ وَتَأْوِيْلٍ، لاَ بِطَرِيْقِ جُحُوْدٍ وَإِنْكَارٍ؛ فَإِنَّ ذٰلِکَ كُفْرٌ.

(۵) **بدعت**: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان دین کے معروف عقائد کے برخلاف کسی ایسے نئے امر کا عقیدہ رکھتا ہو کہ جس کا ثبوت نہ نبی کریم اسے ہو اور نہ صحابہ کرامؓ سے، نیز وہ اس میں تاویل اور شبہ سے کام لیتا ہو، براہ راست کسی امر شرعی کا انکار نہ کرتا ہو؛ کیوں کہ یہ تو کفر ہے۔

بدعتی کی حدیث کا حکم

وَحَدِيْثُ الْمُبْتَدِعِ مَرْدُوْدٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ.

وَعِنْدَ الْبَعْضِ إِنْ كَانَ مُتَّصِفًا بِصِدْقِ اللَّهْجَةِ وَصِيَانَةِ اللِّسَانِ قُبِلَ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ كَانَ مُنْكِراً لِأَمْرٍ مُتَواتِرٍ فِي الشَّرْعِ، وَقَدْ عُلِمَ بِالضَّرُوْرَةِ كَوْنُهُ مِنَ الدِّيْنِ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ يُقْبَلُ – وَإِنْ كَفَّرَهُ الْمُخَالِفُوْنَ – مَعَ وُجُوْدِ ضَبْطٍ، وَوَرْعٍ وَتَقْوٰى، وَاحْتِيَاطٍ، وَصِيَانَةٍ.

وَالْمُخْتَارُ: أَنَّهُ إِنْ كَانَ دَاعِيًا إِلَى بِدْعَتِهِ وَمُرَوِّجًا لَهُ رُدَّ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قُبِلَ، إِلَّا أَنْ يَرْوِيَ شَيْئاً يُقَوِّيْ بِهِ بِدْعَتَهُ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ قَطْعًا.

وَبِالْجُمْلَةِ: الأَئِمَّةُ مُخْتَلِفُوْنَ فِيْ أَخْذِ الْحَدِيْثِ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالأَهْوَاءِ وَأَرْبَابِ الْمَذَاهِبِ الزَّائِغَةِ.

بدعتی کی حدیث کے سلسلے میں علماء کرام کی متعدد آراء ہیں؛ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) جمہور کی رائے یہ ہے کہ بدعتی کی حدیث کو رد کر دیا جائے گا۔

(۲) بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں: کہ اگر بدعتی راوی سچائی اور زبان کی حفاظت جیسے اوصاف سے متصف ہو تو اس کی حدیث کو قبول کیا جائے گا ورنہ تو رد کر دیا جائے گا۔

(۳) بعض محدثین یہ فرماتے ہیں: کہ اگر بدعتی راوی کسی ایسے امرِ متواتر کا منکر ہو

کہ جس کا تعلق دین سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو تو اس کی روایت رد کردی جائے گی۔اور اگر وہ امر ایسا نہ ہو تو قبول کی جائے گی اگرچہ مخالفین اس کی تکفیر ہی کیوں نہ کریں بشرطیکہ قوتِ حفظ، نیکی، تقوی، پرہیزگاری اور برائیوں سے بچنے؛ کی خوبیاں اس کے اندر ہوں۔

(۴) اہل علم کا پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ اگر بدعتی راوی اپنی بدعت کی طرف بلانے والا اور اس کو رائج کرنے والا ہو تو اس کی روایت کو رد کردیا جائے گا۔اور اگر ایسا نہ ہو تو قبول کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ کوئی ایسی بات نقل نہ کرے جس سے اس کی بدعت کو تقویت پہنچتی ہو؛ کیوں کہ اس صورت میں قطعی طور پر اس کی روایت کو رد کردیا جائے گا۔

اختلاف کی وجہ

وَقَالَ صَاحِبُ ((جَامِعِ الأُصُوْلِ)) : أَخَذَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ مِنْ فِرْقَةِ الْخَوَارِجِ وَالْمُنْتَسِبِيْنَ إِلَى الْقَدْرِ، وَالتَّشَيُّعِ، والرَّفْضِ، وَسَائِرِ أَصْحَابِ الْبِدَعِ وَالأَهْوَاءِ . وَقَدِ احْتَاطَ جَمَاعَةٌ آخَرُوْنَ وَتَوَرَّعُوْا مِنْ أَخْذِ حَدِيْثٍ مِنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ. وَلِكُلٍّ مِنْهُمْ نِيَّاتٌ، انْتَهَىٰ .

سوال : اہل بدعت کی روایت کے سلسلے میں علماء کرام کے مذکورہ بالا اختلاف کی وجہ کیا ہے؟

جواب : صاحبِ ''جامع الاصول'' نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے: کہ محدثین کے ایک گروہ نے خوارج، قدریہ، شیعہ، اور دیگر باطل وگمراہ فرقوں سے احادیث لے لیں۔ان کے بالمقابل محدثین کے دوسرے گروہ نے مذکورہ فرقوں سے احادیث لینے میں احتیاط برتی اور کسی سے کوئی روایت نہیں لی۔ان دونوں فرقوں کی نیتیں الگ الگ ہیں یعنی پہلے گروہ کی نیت یہ تھی کہ اولاً تمام لوگوں سے روایات کو حاصل کرلیا جائے اور پھر تحقیق کر کے

صحیح وغلط کی نشاندہی کردی جائے جبکہ دوسرے گروہ کی نیت یہ تھی کہ درست اور صحیح روایات ہی کو جمع کیا جائے۔ اسی وجہ سے مذکورہ اختلاف ہوا ہے۔

وَلاَ شَکَّ أَنَّ أَخْذَ الْحَدِيْثِ مِنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ يَكُوْنُ بَعْدَ التَّحَرِّيْ وَالْاِسْتِصْوَابِ، وَمَعَ ذٰلِکَ الْاِحْتِيَاطُ فِيْ عَدَمِ الأَخْذِ؛ لأَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ هٰؤُلاَءِ الْفِرَقَ كَانُوْا يَضَعُوْنَ الأَحَادِيْثَ لِتَرْوِيْجِ مَذَاهِبِهِمْ، وَكَانُوْا يُقِرُّوْنَ بِهٖ بَعْدَ التَّوْبَةِ وَالرُّجُوْعِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

نوٹ : یہ حقیقت ہے کہ محدثین کے پہلے گروہ نے غور وخوض کے بعد ہی احادیث کو لیا ہے؛ مگر احتیاط اسی میں ہے کہ باطل فرقوں سے کوئی روایت نہ لی جائے؛ کیوں کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کو رائج کرنے کے لیے جھوٹی احادیث بیان کرتے تھے، جیسا کہ ان فرقوں سے تائب ہو کر آنے والے افراد نے اقرار کیا ہے۔



ساتویں فصل

قوّتِ حفظ کونقصان پہنچانے والی چیزیں

وَاَمَّا وُجُوْهُ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالضَّبْطِ فَهِيَ اَيْضًا خَمْسَةٌ:

أَحَدُهَا : فَرْطُ الْغَفْلَةِ. وَثَانِيْهَا : كَثْرَةُ الْغَلَطِ. وَثَالِثُهَا: مُخَالَفَةُ الثِّقَاتِ. وَرَابِعُهَا: الْوَهْمُ. وَخَامِسُهَا: سُوْءُ الْحِفْظِ.

قوّتِ حفظ کو پانچ چیزیں نقصان پہنچاتی ہیں: (۱) فرطِ غفلت (۲) کثرت غلط (۳) مخالفت ثقات (۴) وہم (۵) سوءِ حفظ۔ جس راوی کے اندر ان میں سے کوئی ایک کمی بھی پائی جائے گی اس کی ''قوت حفظ'' کو ناقص مانا جائے گا اور اس کی حدیث ''ضعیف'' ہوگی۔

(۱) فرط غفلت (۲) کثرت غلط

(۱-۲): اَمَّا فَرْطُ الْغَفْلَةِ وَكَثْرَةُ الْغَلَطِ فَمُتَقَارِبَانِ، فَالْغَفْلَةُ فِي السَّمَاعِ وتَحَمُّلِ الْحَدِيْثِ، وَالْغَلَطُ فِي الإِسْمَاعِ وَالأَدَاءِ.

''فرطِ غفلت'' اور ''کثرت غلط'': یعنی بہت زیادہ غافل رہنا اور بہ کثرت غلطی کرنا، یہ دونوں قریب المعنیٰ الفاظ ہیں؛ بس تھوڑا سا فرق ہے:

غفلت: سے مراد یہ ہے کہ آدمی حدیث کو سننے اور محفوظ رکھنے میں غفلت سے کام لیتا ہو۔

غلط: سے مراد یہ ہے کہ انسان حدیث کو سنانے اور بیان کرنے میں غلطی کرتا ہو۔

(۳) مخالفت ثقات

(۳): وَمُخَالَفَةُ الثِّقَاتِ فِي الإِسْنَادِ اَوِالْمَتْنِ، تَكُوْنُ عَلَى اَنْحَاءٍ مُتَعَدِّدَةٍ تَكُوْنُ مُوْجِبَةً لِلشُّذُوْذِ.

وَجَعْلُهُ مِنْ وُجُوْهِ الطَّعْنِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالضَّبْطِ مِنْ جِهَةِ أَنَّ الْبَاعِثَ عَلَى مُخَالَفَةِ الثِّقَاتِ إِنَّمَا هُوَ عَدَمُ الضَّبْطِ وَالْحِفْظِ وَعَدَمُ الصِّيَانَةِ عَنِ التَّغْيِيْرِ وَالتَّبْدِيْلِ.

مخالفت ثقات: سے مراد یہ ہے کہ راوی سند یا متن میں مختلف طریقوں پر ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہو۔اس کی وجہ سے حدیث ''شاذ'' ہو جائے گی، جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

سوال: ''مخالفت ثقات'' کو قوّت حفظ کی کم زوری سے متعلق کیوں کر دیا گیا ہے؟

جواب: عام طور پر قوّت حفظ کی کم زوری ہی ''مخالفت ثقات'' کی وجہ بنتی ہے؛ چناں چہ یادداشت کی کمزوری کی وجہ سے انسان تغیر وتبدل سے روایت کو نہیں بچا پاتا اور اندازے واٹکل سے حدیث کو نقل کر دیتا ہے؛ جس کی وجہ سے ''مخالفت ثقات'' کی شکل سامنے آتی ہے۔

(۴) وهم

(٤): وَالطَّعْنُ مِنْ جِهَةِ الْوَهْمِ وَالنِّسْيَانِ اللَّذَيْنِ أَخْطَأَ بِهِمَا، وَرَوَىٰ عَلَى سَبِيْلِ التَّوَهُّمِ. إِنْ حَصَلَ الاِطِّلَاعُ عَلَى ذٰلِكَ بِقَرَائِنَ دَالَّةٍ عَلَى وُجُوْهِ عِلَلٍ وَأَسْبَابٍ قَادِحَةٍ كَانَ الْحَدِيْثُ (مُعَلَّلاً).

وَهٰذَا أَغْمَضُ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ وَأَدَقُّهَا ، وَلَا يَقُوْمُ بِهِ إِلَّا مَنْ رُزِقَ فَهْمًا ثَاقِبًا وَحِفْظًا وَاسِعًا وَمَعْرِفَةً تَامَّةً بِمَرَاتِبِ الرُّوَاةِ وَأَحْوَالِ الأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ كَالْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْ أَرْبَابِ هٰذَا الْفَنِّ إِلٰى أَنِ انْتَهَىٰ إِلَى الدَّارَقُطْنِيِّ، وَيُقَالُ: لَمْ يَأْتِ بَعْدَهُ مِثْلُهُ فِيْ هٰذَا الأَمْرِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

وهم: سے مراد یہ ہے کہ راوی روایت (کی سند یا متن) میں وہم ونسیان سے کام

لینے کی بنیاد پر خطا کرتا ہو۔ اگر اندازے سے نقل کی گئی روایت کی سند اور متن میں موجود کمیوں اور عیبوں کو قرائن کے ذریعے سے معلوم کرلیا جائے تو روایت ''معلّل'' ہوجائے گی۔

نوٹ: اس طرح کی کمزوریوں کو پہچاننا علمِ حدیث کا سب سے مشکل اور نازک ترین فن ہے؛ اس پر وہی لوگ واقف ہو پاتے ہیں جن کو خدا کی طرف سے صحیح فہم اور مضبوط حافظے کے ساتھ ساتھ راویوں کے مراتب، سندوں اور متنوں کے احوال سے بھرپور واقفیت حاصل ہوتی ہے، جیسے: متقدمین میں اس فن یعنی ''جرح وتعدیل'' کے ماہرین؛ جن کی آخری کڑی امام دارقطنیؒ تھے، ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے: کہ فنِ جرح وتعدیل میں ان کے بعد ان جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔

(۵) سوء حفظ

(٥): وَأَمَّا سُوْءُ الْحِفْظِ، فَقَالُوْا :إِنَّ الْمُرَادَ بِهٖ: أَنْ لَا يَكُوْنَ إِصَابَتُهٗ أَغْلَبَ عَلٰى خَطَئِهٖ ، وَحِفْظُهٗ وَإِتْقَانُهٗ أَكْثَرَ مِنْ سَهْوِهٖ وَنِسْيَانِهٖ . يَعْنِيْ: إِنْ كَانَ خَطَؤُهٗ وَنِسْيَانُهٗ أَغْلَبَ أَوْ مُسَاوِيًا لِصَوَابِهٖ وَ إِتْقَانِهٖ كَانَ دَاخِلًا فِيْ سُوْءِ الْحِفْظِ، فَالْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ صَوَابُهٗ وَ إِتْقَانُهٗ وَكَثْرَتُهُمَا.

سوء حفظ: یعنی حافظے کا کمزور ہونا۔ محدثین اس کی تفصیل یہ بیان کرتے ہیں: کہ ''سوء حفظ'' میں مبتلا صرف وہی راوی مانا جائے گا جس کی خطاء اور نسیان اس کی صحیح اور درست باتوں پر غالب ہو یا مساوی ہو، اس کے برخلاف اگر راوی کی درستگی اور یادداشت کی مضبوطی اس کی غلطی اور بھول چوک پر غالب ہو تو وہ ''سوء حفظ'' میں مبتلا نہیں مانا جائے گا؛ گویا درستگی اور قوتِ حفظ کی کثرت وقلت پر فیصلہ ہوگا اور مساوی ہونے کی شکل میں بھی راوی کو ''سوءِ حفظ'' میں داخل مانا جائے گا۔

سوء حفظ کی قسمیں

وَسُوْءُ الْحِفْظِ إِنْ كَانَ لَازِمَ حَالِهِ فِيْ جَمِيْعِ الأَوْقَاتِ مُدَّةَ عُمْرِهِ لاَ يُعْتَبَرُ بِحَدِيْثِهِ. وَعِنْدَ بَعْضِ الْمُحَدِّثِيْنَ هٰذَا أَيْضًا دَاخِلٌ فِي الشَّاذِّ .

وَإِنْ طَرَأَ سُوْءُ الْحِفْظِ لِعَارِضٍ ، مِثْلُ: اخْتِلاَلٍ فِي الْحَافِظَةِ بِسَبَبِ كِبَرِ سِنِّهِ، أَوْ ذَهَابِ بَصَرِهِ، أَوْ فَوَاتِ كُتُبِهِ فَهٰذَا يُسَمّٰى مُخْتَلِطًا .

سوء حفظ کی دو قسمیں ہیں

(۱) **سوءِ حفظ لازمی:** اس سے مراد یہ ہے کہ راوی پوری عمر میں ہر وقت بھول چوک میں مبتلا رہتا ہو۔ ایسے راوی کی کوئی حدیث قابلِ اعتبار نہیں ہوگی۔ بعض محدثین فرماتے ہیں: کہ سوءِ حفظ کی اس پہلی قسم میں مبتلا راوی کی حدیث ''شاذ'' میں داخل ہے۔

(۲) **سوء حفظ طاری:** اس سے مراد یہ ہے کہ راوی کے حافظے میں کسی عارض کی وجہ سے خلل پیدا ہو گیا ہو، وہ شروع سے حافظے کی کمزوری کا شکار نہ ہو، مثلاً: کبرِ سنی کی وجہ سے یا بینائی کے چلے جانے یا کتابوں کے فوت ہو جانے کی وجہ سے۔ ایسے راوی کی روایت کو ''مختلِط'' کہتے ہیں۔

حدیث مختلط کا حکم

فَمَا رَوٰى قَبْلَ الاِخْتِلاَطِ وَالْاِخْتِلاَلِ مُتَمَيِّزًا عَمَّا رَوَاهُ بَعْدَ هٰذِهِ الْحَالِ قُبِلَ ، وَإِنْ لَمْ يَتَمَيَّزْ تُوُقِّفَ، وَإِنِ اشْتَبَهَ فَكَذٰلِكَ.

وَإِنْ وُجِدَ لِهٰذَا الْقِسْمِ مُتَابِعَاتٌ وَشَوَاهِدُ تَرَقّٰى مِنْ مَرْتَبَةِ الرَّدِ إِلَى

الْقَبُوْلِ وَالرُّجْحَانِ. وَهٰذَا حُكْمُ أَحَادِيْثِ الْمَسْتُوْرِ وَالْمُدَلِّسِ وَالْمُرْسِلِ.

سوال: "مختلط" کی حدیث کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حافظے میں اختلاط کے پیدا ہونے سے پہلی والی روایات بعد والی روایات سے ممتاز اور الگ ہوں تو پہلی والی روایات قبول کی جائیں گی اور بعد والی روایات کو رد کر دیا جائے گا اور اگر روایات خلط ملط ہو گئی ہیں اور کسی طرح کا امتیاز باقی نہیں رہا ہے تو مختلط کی حدیث پر توقف کیا جائے گا، یہی (توقف والا) حکم ان روایات کا ہے، جن میں اشتباہ پیدا ہو جائے۔

نوٹ: یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ "حدیثِ مختلَط" کی تائید میں اگر کوئی متابع یا شاہد مل جائے تو پھر اس کو رد کرنے کے بجائے قبول کر لیا جائے گا۔ یہی حکم مستور الحال مرسِل اور مدلِّس کی احادیث کا بھی ہے۔



آٹھویں فصل

حدیث صحیح کی قسمیں راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

اَلْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ

- إِنْ كَانَ رَاوِيْهِ وَاحِدًا يُسَمّٰى ((غَرِيْبًا)).
- وَإِنْ كَانَ اِثْنَيْنِ يُسَمّٰى ((عَزِيْزًا)).
- وَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ يُسَمّٰى ((مَشْهُوْرًا)) وَ((مُسْتَفِيْضًا)).
- وَإِنْ بَلَغَتْ رُوَاتُهُ فِي الْكَثْرَةِ إِلَى أَنْ يَسْتَحِيْلَ الْعَادَةُ تَوَاطُؤَهُمْ عَلَى الْكِذْبِ يُسَمّٰى مُتَوَاتِراً.

وَيُسَمَّى الْغَرِيْبُ ((فَرْدًا)) أَيْضًا. وَالْمُرَادُ بِكَوْنِ رَاوِيْهِ وَاحِدًا كَوْنُهُ كَذٰلِكَ وَلَوْ فِيْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ مِنَ الإِسْنَادِ، لٰكِنَّهُ يُسَمّٰى ((فَرْدًا نِسْبِيًّا)) وَإِنْ كَانَ فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ مِنْهُ يُسَمّٰى ((فَرْدًا مُطْلَقًا)).

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث صحیح کی چار قسمیں ہیں: (۱) غریب (۲) عزیز (۳) مشہور و مستفیض (۴) متواتر۔

غریب: وہ حدیثِ صحیح ہے جس کو صرف کسی ایک شخص نے نقل کیا ہو۔

عزیز: وہ حدیثِ صحیح ہے جس کو دو افراد نے نقل کیا ہو۔

مشہور و مستفیض: وہ حدیثِ صحیح ہے جس کو دو سے زائد لوگوں نے نقل کیا ہو۔

متواتر: وہ حدیثِ صحیح ہے جس کو نقل کرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتاً محال ہو۔

نوٹ: حدیثِ غریب کو "فرد" بھی کہتے ہیں اور حدیثِ فرد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **فردِ نسبی**: وہ حدیثِ فرد ہے جس کو نقل کرنے والا سند کے کسی حصے میں صرف ایک شخص ہو۔

(۲) **فردِ مطلق**: وہ حدیثِ فرد ہے جس کو نقل کرنے والا سند کے ہر حصے میں ایک ہی فرد ہو۔

ملحوظه

وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهِمَا اثْنَيْنِ أَنْ يَكُوْنَا فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ كَذٰلِكَ، فَإِنْ كَانَ فِيْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ مَثَلاً لَمْ يَكُنِ الْحَدِيْثُ (عَزِيْزًا) بَلْ (غَرِيْبًا). وَ عَلَى هٰذَا الْقِيَاسِ مَعْنَى اعْتِبَارِ الْكَثْرَةِ فِي (الْمَشْهُوْرِ) أَنْ يَكُوْنَ فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْنِ. وَهٰذَا مَعْنَىٰ قَوْلِهِمْ: ((إِنَّ الأَقَلَّ حَاكِمٌ عَلَى الأَكْثَرِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ))، فَافْهَمْ.

یہ بات ذہن میں رہے کہ "حدیثِ عزیز" میں راویوں کے دو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سند کے ہر حصے میں راویوں کی تعداد کم سے کم دو ہو؛ چناں چہ اگر سند کے کسی ایک حصہ میں بھی راوی ایک ہوگا تو حدیث "عزیز" کے بجائے "غریب" ہو جائے گی۔

اسی طرح "حدیثِ مشہور" میں راویوں کے دو سے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سند کے ہر مقام پر راویوں کی تعداد دو سے زائد ہو؛ چناں چہ اگر کسی ایک مقام پر راوی دو رہ جائیں تو حدیث "مشہور" نہیں؛ بل کہ "عزیز" کہلائے گی۔

اسی وجہ سے محدثین کے یہاں یہ مقولہ مشہور ہے "إِنَّ الأَقَلَّ حَاكِمٌ عَلَى الأَكْثَرِ فِي هٰذَا الْفَنِّ" یعنی اس فن میں اقل کو اکثر پر غلبہ حاصل ہے اور فیصلہ اقلِ عدد کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

ایک اہم نکتہ

وَعُلِمَ مِمَّا ذُكِرَ أَنَّ الْغَرَابَةَ لاَ تُنَافِي الصِّحَّةَ ، وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ صَحِيْحًا غَرِيْبًا :بأَنْ يَكُوْنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ رِجَالِهِ ثِقَةً.

اوپر''غریب'' کی جوتعریف کی گئی ہے،اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ غرابت صحت کے منافی نہیں ہے؛لہذا کسی ایک حدیث کو''صحیحٌ عریبٌ'' کہہ سکتے ہیں: بہ ایں طور کے اس کے نقل کرنے والے ایک ہوں اور ثقہ بھی ہوں۔

''غریب''؛''شاذ'' کے معنی میں

وَالْغَرِيْبُ قَدْ يَقَعُ بِمَعْنَى الشَّاذِّ: أَيْ شُذُوْذًا هُوَ مِنْ أَقْسَامِ الطَّعْنِ فِي الْحَدِيْثِ.

وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ صَاحِبِ ((الْمَصَابِيْحِ)) مِنْ قَوْلِهِ: ((هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)) لِمَا قَالَ بِطَرِيْقِ الطَّعْنِ.

کبھی کبھی''غریب''کو''شاذ''کے معنی میں بھی استعمال کرلیتے ہیں،اس صورت میں اس کاتعلق طعن کی قسموں سے ہوگا۔

صاحبِ مصابیح علیہ الرحمہ نے''غریب'' کواسی معنی میں استعمال کیا ہے؛ چناں چہ انہوں نے حدیث میں طعن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے متعدد مقامات پر''ھٰذا حدیثٌ غریبٌ'' کہا ہے۔

ایک ہی حدیث کا ''صحیح'' و ''شاذ'' ہونا

وَبَعْضُ النَّاسِ يُفَسِّرُوْنَ (الشَّاذَّ) بِمُفْرَدِ الرَّاوِيُ مِنْ غَيْرِ اعْتِبَارِ مُخَالَفَتِهٖ لِلثِّقَاتِ كَمَا سَبَقَ، وَيَقُوْلُوْنَ: ((صَحِيْحٌ شَاذٌّ))، وَ ((صَحِيْحٌ غَيْرُ شَاذٍّ))، فَالشُّذُوْذُ بِهٰذَا الْمَعْنىٰ أَيْضًا لَايُنَافِي الصِّحَّةَ كَالْغَرَابَةِ، وَالَّذِي يُذْكَرُ فِيْ مَقَامِ الطَّعْنِ هُوَ مُخَالِفٌ لِلثِّقَاتِ.

بعض لوگوں نے شاذ کی دوسری تعریف کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو صحیح کے ساتھ جمع کردیا ہے؛ چناں چہ یہ حضرات ایسی حدیث کو جس کو تنہا کوئی ثقہ راوی ذکر کرے ''صحیحٌ شَاذٌّ'' کہتے ہیں اور جس کو متعدد ثقہ راوی ذکر کریں اس کو ''صحیحٌ غیرُ شَاذٍّ'' کہتے ہیں: گویا شاذ مذکورہ بالا دوسری تعریف کے اعتبار سے اسی طرح صحیح کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے جیسے غریب؛ ہاں شاذ پہلی تعریف کے لحاظ سے صحیح کے ساتھ جمع نہیں ہو پائے گا۔ (تفصیل شاذ کی بحث میں گذر چکی ہے)



نویں فصل

''حدیث ضعیف'' کی تفصیل

(اَلْحَدِیْثُ الضَّعِیْفُ) هُوَ الَّذِيْ فُقِدَ فِیْهِ الشَّرائِطُ الْمُعْتَبَرَةُ فِی الصِّحَّةِ وَالْحُسْنِ كُلًّا أَوْ بَعْضًا، وَيُذَمُّ رَاوِيْهِ بِشُذُوْذٍ أَوْ نَكَارَةٍ أَوْ عِلَّةٍ. وَبِهٰذَا الْإِعْتِبَارِ يَتَعَدَّدُ أَقْسَامُ الضَّعِيْفِ وَيَكْثُرُ إِفْرَادًا وَتَرْكِيْبًا.

وہ حدیث شریف جس میں صحیح اور حسن کے تمام اوصاف یا کچھ اوصاف ناپید ہوں ''ضعیف'' کہلاتی ہے، اسی طرح جس حدیث کے راوی میں شذوذ یا نکارت یا علت موجود ہو وہ بھی ''ضعیف'' ہوگی۔ گویا اس اعتبار سے حدیثِ ضعیف کی متعدد قسمیں بنیں گی؛ بعض میں ضعف کی کوئی ایک وجہ ہوگی اور بعض میں ایک سے زائد وجوہات ہوں گی۔

''صحیح وحسن لذاتہما ولغیر ہما'' کے مختلف مراتب

وَمَرَاتِبُ (الصَّحِيْحِ وَالْحَسَنِ لِذَاتِهِمَا وَلِغَيْرِهِمَا) أَيْضًا تَتَفَاوَتُ بِتَفَاوُتِ الْمَرَاتِبِ والدَّرَجَاتِ فِيْ كَمَالِ الصِّفَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ الْمَأْخُوْذَةِ فِيْ مَفْهُوْمَيْهِمَا مَعَ وُجُوْدِ الْإِشْتِرَاكِ فِيْ أَصْلِ الصِّحَّةِ وَالْحُسْنِ.

وَالْقَوْمُ ضَبَطُوْا مَرَاتِبَ الصِّحَّةِ وَعَيَّنُوْهَا، وَذَكَرُوْا أَمْثِلَتَهَا مِنَ الأَسَانِيْدِ، وَقَالُوْا: اِسْمُ الْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ يَشْمَلُ رِجَالَهَا كُلَّهَا، وَلٰكِنْ بَعْضُها فَوْقَ بَعْضٍ.

''صحیح وحسن لذاتہما ولغیر ہما'' میں بھی اوصافِ مذکورہ کے کامل وناقص ہونے کے

اعتبار سے مختلف مراتب و درجات ہیں، اگر چہ بنیادی طور پر صحیح اور حسن ہونے میں سب مشترک ہیں۔

محدثین نے صحیح کے مختلف مراتب بیان کیے ہیں اور ان کو متعین کر کے مثالوں کے ذریعے واضح کیا ہے اور کہا ہے: کہ صحیح کے تمام مراتب میں راویوں کے اندر ''عدالت'' اور ''ضبط'' مشترک طور پر پایا جاتا ہے لیکن بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

سندِ مخصوص پر ''أصحُّ الأسانید'' کا اطلاق

وَأَمَّا إِطْلَاقُ ((أَصَحِّ الأَسَانِيْدِ)) عَلَى سَنَدٍ مَخْصُوْصٍ عَلَى الإِطْلَاقِ ،فَفِيْهِ اخْتِلَافٌ.

فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَصَحُّ الأَسَانِيْدِ ((زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ، عَنْ أَبِيْهِ ،عَنْ جَدِّهٖ)).

وَقِيْلَ: ((مَالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ)).

وَقِيْلَ: ((الزُّهْرِيُّ،عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ)).

وَالْحَقُّ: أَنَّ الْحُكْمَ عَلَى إِسْنَادٍ مَخْصُوْصٍ بِالأَصَحِّيَّةِ عَلَى الإِطْلَاقِ غَيْرُ جَائِزٍ،إِلَّا أَنَّ فِي الصِّحَّةِ مَرَاتِبَ عُلْيَا ، وَعِدَّةٌ مِنَ الأَسَانِيْدِ يَدْخُلُ فِيْهَا. وَلَوْ قُيِّدَ بِقَيْدٍ بِأَنْ يُقَالَ: ((أَصَحُّ أَسَانِيْدِ الْبَلَدِ الْفُلَانِيِّ،أَوْ فِي الْبَابِ الْفُلَانِيِّ، أَوْ فِي الْمَسْئَلَةِ الْفُلَانِيَّةِ)) يَصِحُّ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

سوال: کیا مطلق طور پر کسی مخصوص سند کو ''اصح الاسانید'' کہا جا سکتا ہے؟

جواب: اس سلسلے میں محدثین کا اختلاف ہے، بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں: کہ کسی مخصوص سند کو علی الاطلاق ''أصحُ الأسانید'' کہا جا سکتا ہے؛ چناں چہ اس سلسلے میں ان حضرات کی تین آراء سامنے آتی ہیں:

(۱) "زينُ العابدِينَ، عن أبيهِ، عن جدّهٖ" أصحُّ الأسانيد ہے۔

(۲) "مالكٌ، عن نافعٍ،عنِ ابْنِ عُمَرَ" أصحُّ الأسانيد ہے۔

(۳) "الزّهريُّ، عن سالمٍ،عنِ ابْنِ عُمَرَ" أصحُّ الأسانيد ہے۔

مگر حق اور صحیح بات یہ ہے کہ کسی مخصوص سند کو بلا کسی قید کے علی الاطلاق ''اصح'' کہنا جائز اور درست نہیں ہے؛ کیوں کہ صحت کے مختلف مراتب عالیہ ہیں اور ہر ایک میں متعدد سندیں داخل ہیں؛ ہاں اگر کسی قید سے مقید کر کے کسی سند کو ''اصح'' کہا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، جیسے: أَصَحُّ أَسَانِيْدِ الْبَلَدِالْفُلاَنِيِّ (فلاں شہر کی اصحُّ الاسانید)، أَصَحُّ الأَسَانِيْدِفِى الْبَابِ الْفُلاَنِيِّ (فلاں باب کی أصحُّ الأسانيد) یا أَصَحُّ الأَسَانِيْدِ فِي الْمَسْئَلَةِ الْفُلاَنِيَّةِ (فلاں مسئلے کی أصحُّ الأسانيد) .



دسویں فصل

امام ترمذی کی اصطلاحات

مِنْ عَادَةِ التِّرْمِذِيِّ أَنْ يَقُوْلَ فِيْ جَامِعِهٖ: ((حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ))، ((حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ))، ((حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ)).

امام ترمذیؒ کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی جامع میں حدیث کو نقل کرنے کے بعد تین طرح کے اصطلاحی الفاظ استعمال کرتے ہیں: (۱) **"حدیثٌ حسنٌ صحِیحٌ** (۲) **"حدیثٌ غریبٌ حسنٌ"** (۳) **"حدیثٌ حسنٌ غریبٌ صحِیحٌ"**.

کسی ایک حدیث میں "حُسن اور صحت" کا اجتماع

وَلَا شُبْهَةَ فِيْ جَوَازِ اجْتِمَاعِ الْحُسْنِ وَالصِّحَّةِ بِأَنْ يَكُوْنَ (حَسَنًا لِذَاتِهٖ) وَ(صَحِيْحًا لِغَيْرِهٖ).

پہلی اور تیسری صورت میں کسی ایک حدیث میں "حُسن اور صحت" کا اجتماع اس طرح سے ممکن ہے کہ حدیث "حسن لذاتہٖ" اور "صحیح لغیرہٖ" ہو۔

"غرابت اور صحت" کا اجتماع

وَكَذٰلِكَ فِيْ اجْتِمَاعِ الْغَرَابَةِ وَالصِّحَّةِ كَمَا أَسْلَفْنَا.

اسی طرح دوسری اور تیسری صورت میں "غرابت اور صحت" کے اجتماع پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ ماقبل میں اس کو بیان کیا جاچکا ہے۔

”غرابت“ اور ”حُسن“ کا اجتماع

وَأَمَّا اجْتِمَاعُ الْغَرَابَةِ وَالْحُسْنِ فَيَسْتَشْكِلُوْنَهُ بِأَنَّ التِّرْمِذِيَّ اعْتَبَرَ فِي (الْحَسَنِ) تَعَدُّدَ الطُّرُقِ، فَكَيْفَ يَكُوْنُ غَرِيْبًا ؟

وَيُجِيْبُوْنَ: بِأَنَّ اعْتِبَارَ تَعَدُّدَ الطُّرُقِ فِي (الْحَسَنِ) لَيْسَ عَلَى الإِطْلاقِ، بَلْ فِي قِسْمٍ مِنْهُ، وَحَيْثُ حَكَمَ بِاجْتِمَاعِ الْحُسْنِ وَالْغَرَابَةِ الْمُرَادُ قِسْمٌ آخَرُ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّهُ أَشَارَ بِذٰلِكَ إِلَى اخْتِلافِ الطُّرُقِ بِأَنْ جَاءَ فِي بَعْضِ الطُّرُقِ غَرِيْبًا، وَفِي بَعْضِهَا حَسَنًا.

وَقِيْلَ: الْوَاوُ بِمَعْنَى أَوْ بِأَنَّهُ يَشُكُّ وَ يَتَرَدَّدُ فِي أَنَّهُ غَرِيْبٌ أَوْ حَسَنٌ ؛ لِعَدَمِ مَعْرِفَتِهِ جَزْمًا.

وَقِيْلَ : الْمُرَادُ بِـ (الْحَسَنِ) هٰهُنا لَيْسَ مَعْنَاهُ الاِصْطِلاَحِيَّ بَلِ اللُّغَوِيُّ ، بِمَعْنَىٰ مَا يَمِيْلُ إِلَيْهِ الطَّبْعُ، وَهٰذَا الْقَوْلُ بَعِيْدٌ جِدًّا.

سوال : دوسری اور تیسری صورت میں ”غرابت“ اور ”حُسن“ کا اجتماع محلِ اشکال ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ امام ترمذیؒ کے نزدیک ”حَسَن“ میں تعددِ طرق کا اعتبار کیا گیا ہے؛ جس کا ہونا غریب میں ناممکن ہے،؛ لہٰذا کسی ایک حدیث کو ”غـریـبٌ حسنٌ“ یا ”حسنٌ غریبٌ“ کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

جواب: محدثین نے امام ترمذیؒ کی طرف سے اس اعتراض کے چار جوابات دیئے ہیں:

(۱) امام ترمذیؒ کے نزدیک ”حسن“ میں علی الاطلاق تعددِ طرق کا ہونا ضروری نہیں ہے؛ بل کہ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ حدیثِ حسن جس میں تعددِ طرق ضروری ہے۔ (۲)

وہ حدیث حسن جس میں تعددِ طرق کی شرط نہیں ہے؛ لہٰذا جہاں امام ترمذیؒ ’’غریب‘‘ کے ساتھ ’’حسن‘‘ کو جمع کریں وہاں ’’حسن‘‘ سے مراد اس کی دوسری قسم ہوگی۔

(۲) بعض محدثین نے یہ جواب دیا ہے: کہ امام ترمذیؒ کا کسی ایک حدیث کو ’’غریبٌ حسنٌ‘‘ یا اس کے برعکس کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ حدیث مختلف طرق سے آئی ہے؛ ایک طریق سے ’’غریب‘‘ ہے اور دوسرے طریق سے ’’حسن‘‘ ہے۔

(۳) بعض لوگوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ’’غریبٌ حسنٌ‘‘ کے درمیان ’’واو‘‘ محذوف ہے اور اصل عبارت ہے ’’غریب وحسن‘‘ اور ’’واو‘‘ ’’أو‘‘ کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ امام ترمذیؒ کو تردد ہے اور یقینی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ حدیث ’’غریب‘‘ ہے یا ’’حسن‘‘ ہے، اس لیے انہوں نے دونوں کو جمع کر دیا ہے۔

(۴) بعض لوگوں نے یہ جواب دیا ہے: کہ ’’غریب حسنٌ‘‘ میں ’’حسن‘‘ سے اس کے معنی اصطلاحی مراد نہیں ہیں؛ بل کہ معنی لغوی مراد ہیں یعنی وہ چیز جو اچھی ہو اور اس کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہو لیکن یہ جواب بعید از قیاس ہے، کیوں کہ محلِ اصطلاح میں ذکر کیے گئے لفظ سے لغوی معنی مراد نہیں لیے جاتے ہیں۔



گیارھویں فصل

کون سی احادیث حجت ہیں؟

اَلْاِحْتِجَاجُ فِی الأَحْكَامِ بِـ (اَلْخَبَرِ الصَّحِيْحِ) مُجْمَعٌ عَلَيْهِ.

وَ كَذٰلِكَ بِـ (الْحَسَنِ لِذَاتِهٖ) عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ، وَهُوَ مُلْحَقٌ بِالصَّحِيْحِ فِيْ بَابِ الْاِحْتِجَاجِ وَإِنْ كَانَ دُوْنَهٗ فِی الْمَرْتَبَةِ.

وَ (الْحَدِيْثُ الضَّعِيْفُ) الَّذِيْ بَلَغَ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ مَرْتَبَةَ (الْحَسَنِ لِغَيْرِهٖ) أَيْضًا مُجْمَعٌ.

وَمَا اشْتَهَرَ أَنَّ (الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ) مُعْتَبَرٌ فِی فَضَائِلِ الأَعْمَالِ لَا فِيْ غَيْرِهَا، الْمُرَادُ مُفْرَدَاتُهٗ لَا مَجْمُوْعُهَا؛ لِأَنَّهٗ دَاخِلٌ فِی الْحَسَنِ لَا فِی الضَّعِيْفِ، صَرَّحَ بِهِ الأَئِمَّةُ.

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حدیث کی تین بنیادی قسموں میں سے پہلی قسم یعنی ''حدیثِ صحیح''، احکام کے باب میں بالاتفاق قابلِ حجت اور لائق استدلال ہے۔ اسی طرح جمہور کے نزدیک ''حسن لذاتہ'' بھی صحیح کی طرح سے قابلِ حجت ہے، اگرچہ مرتبے میں وہ صحیح سے کم ہے۔ جہاں تک بات ''حدیثِ ضعیف'' کی ہے تو اس کی وہ شکل جس میں تعددِ طرق موجود ہو اور اس کی وجہ سے وہ ''حسن لغیرہ'' کے درجے کو پہنچ گئی ہو، جمہور کے نزدیک وہ بھی قابل حجت ہے۔

سوال: حدیث ضعیف کے صرف فضائل اعمال میں معتبر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حدیث ضعیف کے صرف فضائل اعمال میں معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے

کہ وہ حدیث ضعیف جس کے لئے تعدد طرق نہ ہوں وہ صرف فضائل اعمال میں لائق اعتبار ہے احکام میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ حدیث ضعیف جسکے لیے تعدد طرق موجود ہو تو وہ ''حسن لغیرہٖ'' کے مرتبہ کو پہنچنے کی وجہ سے احکام کے باب میں بھی معتبر ہوگی، ائمہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ الغرض مذکورہ حکم عام نہیں ہے بل کہ اس حدیث ضعیف کے ساتھ خاص ہے جس کے لئے متعدد طرق نہ ہوں۔

خلاصۂ کلام : یہ ہے کہ ''حدیثِ صحیح''، ''حسن لذاتہٖ'' اور ''حسن لغیرہٖ'' سے احکام کے باب میں استدلال کیا جا سکتا ہے اور ''حدیثِ ضعیف'' احکام کے باب میں ناقابل حجت ہے۔

حدیث ضعیف کے سلسلہ میں بعض اہل علم کا نظریہ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ : إِنْ كَانَ الضَّعِيفُ مِنْ جِهَةِ سُوْءِ حِفْظٍ، أَوِ اخْتِلَاطٍ، أَوْ تَدْلِيسٍ مَعَ وُجُودِ الصِّدْقِ وَالدِّيَانَةِ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ جِهَةِ اتِّهَامِ الْكِذْبِ، أَوِ الشُّذُوْذِ، أَوْ فُحْشِ الْخَطَإِ لَا يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ، وَالْحَدِيْثُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ بِالضُّعْفِ، وَمَعْمُوْلٌ بِهِ فِيْ فَضَائِلِ الأَعْمَالِ، وَعَلَى مِثْلِ هٰذَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُحْمَلَ مَا قِيْلَ: ((أَنَّ لُحُوْقَ الضَّعِيْف بِالضَّعِيْفِ لَا يُفِيْدُ قُوَّةً)) وَإِلَّا فَهٰذَا الْقَوْلُ ظَاهِرُ الْفَسَادِ ، فَتَدَبَّرْ.

بعض محدثین نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ حدیثِ ضعیف میں اگر ''ضعف'' سوءِ حفظ یا اختلاط یا تدلیس کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو راویوں کے سچے اور دین دار ہونے کی صورت میں تعدد طرق کی وجہ سے حدیث کا ''ضعف'' دور ہو جائے گا اور وہ ''حسن لغیرہٖ'' کے مرتبے کو پہنچ جائے گی۔ اس کے برخلاف اگر کسی حدیث میں ''ضعف'' اتہامِ کذب، یا شذوذ یا فحش غلطی

کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو وہ تعدد طرق کی وجہ سے دور نہیں ہوگا اور حدیث کثرتِ طرق کے باوجود ضعیف ہی کہلائے گی اور صرف فضائل اعمال میں ہی وہ قبول کی جائے گی۔

واضح رہے کہ محدثین نے جو یہ اصطلاح مقرر فرمائی ہے: "**إِنَّ لُحُوقَ الضَّعِيفِ بِالضّعِيفِ لا يُفِيدُ قُوّةً**" کہ ضعیف کا ضعیف سے ملنا قوت کا فائدہ نہیں دیگا" یعنی تعدد طرق سے حدیثِ ضعیف قوی نہیں ہو پائے گی؛ اس (اصطلاح) کا تعلق "حدیث ضعیف" کی مذکورہ دوسری شکل سے ہے، ہر "حدیثِ ضعیف" سے نہیں ہے؛ کیوں کہ اگر اس مقولہ کو عام مان لیا جائے تو اس کا غلط اور باطل ہونا واضح ہو جائے گا۔



بارھویں فصل

کتب احادیث کے مراتب ودرجات

لَمَّا تَفَاوَتَتْ مَرَاتِبُ الصَّحِيحِ ، وَالصِّحَاحُ بَعْضُهَا أَصَحُّ مِنْ بَعْضٍ.

حدیثِ صحیح کے مختلف مراتب ہیں جیسا کہ یہ بات واضح ہوچکی ہے، اسی طرح سے کتب صحاح کے مختلف درجات ہیں جن میں سے بعض بعض سے اصح ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بخاری ومسلم اصح کتابیں ہیں؛ مگر ان دونوں کے درمیان ترتیب میں اختلاف ہے اس لیے اس فصل میں خصوصا دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

بخاری ومسلم میں ترتیب

فَاعْلَمْ أَنَّ الَّذِي تَقَرَّرَ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ أَنَّ ((صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ)) مُقَدَّمٌ عَلَى سَائِرِ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ، حَتّٰى قَالُوْا :((أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ)).

وَبَعْضُ الْمَغَارِبَةِ رَجَّحُوْا ((صَحِيْحَ مُسْلِمٍ)) عَلَى (صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ)، وَالْجُمْهُوْرُ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ هٰذَا فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى حُسْنِ الْبَيَانِ، وَجَوْدَةِ الْوَضْعِ وَالتَّرْتِيْبِ، وَرِعَايَةِ دَقَائِقِ الإِشَارَاتِ، وَمَحَاسِنِ النُّكَاتِ فِي الأَسَانِيْدِ، وَهٰذَا خَارِجٌ عَنِ الْمَبْحَثِ، وَالْكَلَامُ فِي الصِّحَّةِ وَالْقُوَّةِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِمَا، وَلَيْسَ كِتَابٌ يُسَاوِيْ ((صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ)) فِيْ هٰذَا الْبَابِ، بِدَلِيْلِ كَمَالِ الصِّفَاتِ الَّتِي اعْتُبِرَتْ فِي الصِّحَّةِ فِيْ رِجَالِهٖ.

وَبَعْضُهُمْ تَوَقَّفَ فِي تَرْجِيحِ أَحَدِهِمَا عَلَى الآخَرِ. وَالحَقُّ هُوَ الأَوَّلُ.

جمہور نے فنِّ حدیث میں لکھی گئی کتابوں میں ''بخاری شریف'' کوسب سے بلند مقام دیاہےاورانہوں نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کردیاہے کہ ''أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ'' (قرآن کریم کے بعدسب سے صحیح کتاب بخاری شریف ہے)۔

مغرب کے بعض علماء نے ''مسلم'' کو ''بخاری'' پر ترجیح دی ہےاوروہ یہ کہتے ہیں: کہ بیان اوروضع وترتیب کی بہتری، نیز دقیق اشارات اورسندوں میں پائے جانے والے بہترین نکات کی رعایت؛ جتنی ''مسلم'' میں کی گئی ہے، ''بخاری'' میں نہیں کی گئی ہے؛ اس لیے'' مسلم'' کوترجیح حاصل ہوگی۔ جمہوراس کا یہ جواب دیتے ہیں: کہ ہمارے نزدیک مذکورہ باتیں بحث سے خارج ہیں؛ کیوں کہ ہماری گفتگوصحت وقوت اوران سے متعلقہ چیزوں کے بارے میں ہےاور یہ ایک ناقابلِ انکارحقیقت ہے کہ ان میں ''بخاری شریف'' کا کوئی ہمسر نہیں ہے؛ کیوں کہ صحیح میں معتبراوصاف کا بھرپورخیال صرف امام بخاریؒ نے ہی رکھاہےاورصحت میں قابلِ اعتباراوصاف پورےاورمکمل طورپرصرف بخاری کے ہی راویوں میں موجودہیں۔

بعض حضرات نے توقف کی راہ اختیار کی ہےاور''بخاری'' و''مسلم'' میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی ہے۔

صاحب مقدمہ فرماتے ہیں کہ درست اورصحیح بات وہی ہے جو پہلے نمبر پر جمہور کی طرف سے ذکر کی گئی ہے۔

حدیث متفق علیہ

وَالْحَدِيثُ الَّذِي اتَّفَقَ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَلَى تَخْرِيجِهِ يُسَمَّىٰ ((مُتَّفَقًا عَلَيْهِ)).

وَقَالَ الشَّيْخُ : بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ عَنْ صَحَابِيٍّ وَاحِدٍ.

وَقَالُوْا: مَجْمُوْعُ الأَحَادِيْثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا أَلْفَانِ وَثَلاثُ مِائَةٍ وَسِتَّةٌ وَعِشْرُوْنَ.

تعریف: متفق علیہ وہ حدیث ہے جس کو امامِ بخاریؒ اور امامِ مسلمؒ دونوں نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہو۔

نوٹ: علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: کہ کسی حدیث کے متفق علیہ ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے اس کو ایک ہی صحابی سے نقل کیا ہو۔

تعداد: محدثین فرماتے ہیں کہ اس طرح کی روایات کی تعداد دو ہزار تین سو چھبیس ہے۔

مرتبۂ صحت کے اعتبار سے حدیث صحیح کی اقسام

وَبِالْجُمْلَةِ: مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ مُقَدَّمٌ عَلَى غَيْرِهِ، ثُمَّ مَاتَفَرَّدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ، ثُمَّ مَا تَفَرَّدَ بِهِ مُسْلِمٌ، ثُمَّ مَا كَانَ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، ثُمَّ مَا هُوَ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، ثُمَّ مَا هُوَ عَلى شَرْطِ مُسْلِمٍ، ثُمَّ مَا هُوَ رَوَاهُ مَنْ غَيْرُهُمْ مِنَ الأَئِمَّةِ الَّذِيْنَ الْتَزَمُوْا الصِّحَّةَ وَصَحَّحُوْهُ؛ فَالأَقْسَامُ سَبْعَةٌ.

مرتبۂ صحت کے اعتبار سے حدیث صحیح کے مختلف اقسام ہیں

(۱) **مااتّفقَ عليهِ الشَّيْخانِ**: اس کی تفصیل سابق میں گزر چکی ہے۔

(۲) **ماتفرَّدَ به البخاريُّ**: یعنی وہ حدیث جس کو صرف امام بخاریؒ نے ذکر فرمایا ہو۔

(۳) **ماتفرَّد به مسلمٌ**: یعنی وہ حدیث جس کو تنہا امامِ مسلمؒ نے ذکر کیا ہو۔

(۴) **ما كانَ على شرطِ البُخاريِّ ومسلمٍ**: یعنی وہ حدیث جو شیخین کی شرط پر ہو۔

(۵) **ما هوَ على شرطِ البخاريِّ**: یعنی وہ حدیث جو صرف امام بخاری کی شرط پر ہو۔

(۶) **ماهوَ على شرطِ مسلمٍ**: یعنی وہ حدیث جو صرف امام مسلمؒ کی شرط پر ہو۔

(۷) وہ حدیث جس کو دیگر ائمہ میں سے انہوں نے نقل کیا ہو جو صحت کا خیال رکھتے ہوں اور انہوں نے اس حدیث کی تصحیح کی ہو۔

اس طرح سے یہ کل سات قسمیں ہیں؛ جو سب کی سب صحیح ہیں؛ مگر ان میں مرتبے کے اعتبار سے ترتیب مذکور کے مطابق فرق ہے۔

''امام بخاریؒ اور امامِ مسلمؒ کی شرط'' سے مراد

وَالْمُرَادُ بِـ (شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ): أَنْ يَكُوْنَ الرِّجَالُ مُتَّصِفِيْنَ بِالصِّفَاتِ الَّتِيْ يَتَّصِفُ بِهَا رِجَالُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ مِنَ الضَّبْطِ، وَالْعَدَالَةِ، وَعَدَمِ الشُّذُوْذِ وَالنَّكَارَةِ وَالْغَفْلَةِ.

وَقِيْلَ : الْمُرَادُ بِـ (شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ) رِجَالُهُمَا أَنْفُسُهُمْ.

وَالْكَلَامُ فِيْ هٰذَا طَوِيْلٌ، ذَكَرْنَاهُ فِيْ مُقَدِّمَةِ ((شَرْحِ سِفْرِ السَّعَادَةِ)).

سوال: ''حدیث کے ''امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی شرط'' پر ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''حدیث کے ''امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی شرط'' پر ہونے سے مراد یہ ہے کہ حدیث کے راوی انہیں اوصاف سے متصف ہوں جن اوصاف سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی متصف ہوتے ہیں: یعنی ضبط اور عدالت ان میں پورے طور پر موجود ہو، اور شذوذ، نکارت اور غفلت کا شکار نہ ہوں۔ بعض لوگوں نے: ''امام بخاریؒ اور مسلمؒ کی شرط'' پر ہونے کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ روایت کے راوی وہی لوگ ہوں جن سے بخاری و مسلم میں روایات لی گئی ہیں۔

صاحب مقدمہ فرماتے ہیں: کہ اس سلسلے میں مزید لمبی چوڑی بحث کی گئی ہے؛ جس کو ہم نے ''سفر السعادۃ'' کی شرح کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔ ❁❁❁

تیرھویں فصل

کیا صحیح روایات صرف بخاری اور مسلم ہی میں ہیں؟

الأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَمْ تَنْحَصِرْ فِيْ صَحِيْحَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، وَلَمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ كُلَّهَا، بَلْ هُمَا مُنْحَصِرَانِ فِي الصِّحَاحِ. وَالصِّحَاحُ الَّتِيْ عِنْدَهُمَا وَعَلَى شَرْطِهِمَا أَيْضًا لَمْ يُوْرِدَاهَا فِيْ كِتَابَيْهِمَا، فَضْلاً عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا.

قَالَ الْبُخَارِيُّ: "مَا أَوْرَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا إِلَّا مَا صَحَّ، وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِنَ الصِّحَاحِ".

وَقَالَ مُسْلِمٌ: "الَّذِيْ أَوْرَدْتُ فِيْ هٰذَا مِنَ الأَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ، وَلاَ أَقُوْلُ: إِنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ".

وَلاَبُدَّ أَنْ يَكُوْنَ فِيْ هٰذَا التَّرْكِ وَالإِتْيَانِ وَجْهُ تَخْصِيْصِ الإِيْرَادِ وَالتَّرْكِ إِمَّا مِنْ جِهَةِ الصِّحَّةِ أَوْ مِنْ جِهَةِ مَقَاصِدَ أُخَرَ.

صاحبِ مقدمہ بعض لوگوں کے گمان باطل کو رد کرتے ہوئے اس فصل میں یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ صحیح روایات بخاری اور مسلم میں منحصر نہیں ہیں؛ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے: کہ بخاری و مسلم میں جو روایات ذکر کی گئی ہیں وہ سب صحیح ہیں؛ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ صحیح روایات صرف بخاری اور مسلم میں ہیں دیگر کتابوں میں نہیں ہیں؛ غلط ہے، چناں چہ بہت سی ایسی روایات ہیں جو عندالشیخین صحیح ہیں اور ان کی شرط پر بھی ہیں؛ پھر بھی وہ ان کو اپنی کتابوں میں نہیں لائے ہیں، چہ جائے کہ وہ روایات جو ان کے علاوہ دیگر اہلِ علم کے نزدیک صحیح ہیں۔

اسی وجہ سے امام بخاریؒ فرماتے ہیں:"مَا أَوْرَدْتُ فِي كِتَابِيْ هٰذَا إِلَّا مَا صَحَّ، وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِنَ الصِّحَاحِ" کہ میں اپنی اس کتاب میں صرف صحیح احادیث لایا ہوں اور میں نے بہت سی صحیح حدیثوں کو چھوڑ بھی دیا ہے" اور امام مسلمؒ فرماتے ہیں:" الَّذِيْ أَوْرَدْتُ فِيْ هٰذَامِنَ الأَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ، وَلا أَقُوْلُ: إِنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفكه" میں اس کتاب میں صحیح احادیث لایا ہوں اور میں یہ نہیں کہتا: کہ جن روایات کو میں نے چھوڑا ہے؛ وہ ضعیف ہیں۔

سوال: شیخین کے یہاں صحیح روایات میں سے بعض روایات کو لے نے اور بعض کو چھوڑنے کی وجہ کیا ہوتی ہے؟

جواب: شیخین صحیح روایات میں سے بعض کو کسی خاص وجہ سے ترجیح دے دیتے ہیں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں؛ اس کی وجہ صحت کی جہت سے بھی ہوسکتی ہے اور دیگر مقاصد بھی پیش نظر ہوسکتے ہیں۔ الغرض مختلف وجوہات کی بنیاد پر محدثین کسی روایت کو لے لے تے ہیں اور کسی کو چھوڑ دیتے ہیں حالاں کہ وہ سب صحیح ہوتی ہیں۔

حاکم کی رائے

وَالْحَاكِمُ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ النَّيْسَافُوْرِيُّ صَنَّفَ كِتَابًا سَمَّاهُ ((الْمُسْتَدْرَكَ)) بِمَعْنَىٰ أَنَّ مَا تَرَكَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ مِنَ الصِّحَاحِ أَوْرَدَهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ، وَتَلافَىٰ وَاسْتَدْرَكَ بَعْضَهَا عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ، وَبَعْضَهَا عَلَى شَرْطِ أَحَدِهِمَا ، وَبَعْضَهَا عَلَى غَيْرِ شَرْطِهِمَا.

وَقَالَ : "إِنَّ الْبُخَارِيَّ وَمُسْلِمًا لَمْ يَحْكُمَا بِأَنَّهُ لَيْسَ أَحَادِيْثُ صَحِيْحَةٌ غَيْرَ مَا خَرَّجَاهُ فِيْ هٰذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ".

وَقَالَ : " قَدْ حَدَثَ فِيْ عَصْرِنَا هٰذَا فِرْقَةٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ، أَطَالُوْا أَلْسِنَتَهُمْ بِالطَّعْنِ عَلَى أَئِمَّةِ الدِّيْنِ بِأَنَّ مَجْمُوْعَ مَا صَحَّ عِنْدَكُمْ مِنَ الأَحَادِيْثِ لَمْ يَبْلُغْ زُهَاءَ عَشْرَةِ آلافٍ".

وَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ : أَنَّهُ قَالَ : " حَفِظْتُ مِنَ الصِّحَاحِ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ وَمِنْ غَيْرِ الصِّحَاحِ مِائَتَيْ أَلْفٍ " وَالظَّاهِرُ -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ- أَنَّهُ يُرِيْدُ الصَّحِيْحَ عَلَى شَرْطِهٖ.

حاکم ابو عبداللہ نیسا فوریؒ کی ''مستدرک'' نامی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے ان صحیح روایات کو جمع کیا ہے جن کو بخاری اور مسلم نے چھوڑ دیا ہے؛ چناں چہ اس میں تین طرح کی صحیح روایات ہیں: (۱) علی شرط الشیخین (۲) علی شرطِ احدِ ہما (۳) علی غیرِ شرطِهما اُس میں انہوں نے اِس بات کو واضح کیا ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ ان کی کتابوں میں موجود روایات کے علاوہ کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے: کہ ہمارے زمانے کے بدعتیوں کا علماءِ امت پر زبان درازی کرتے ہوئے یہ کہنا: کہ تمہارے نزدیک صحیح روایات کی مجموعی تعداد ''دس ہزار'' سے زائد نہیں ہے؛ غلط ہے؛ اس لیے کہ امام بخاریؒ کا یہ قول مروی ہے: "حَفِظْتُ مِنَ الصِّحَاحِ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ وَمِنْ غَيْرِ الصِّحَاحِ مِائَتَيْ أَلْفٍ" کہ میں نے ایک لاکھ ''صحیح احادیث'' حفظ کی ہیں اور '' غیر صحیح'' دو لاکھ محفوظ کی ہیں''۔ صاحب مقدمہ فرماتے ہیں: کہ امام بخاریؒ کے مذکورہ قول "حَفِظْتُ مِنَ الصِّحَاحِ الخ" سے بہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ''صحاح'' سے مراد وہ روایات ہوں گی جو ان کی شرط پر ہوں۔

بخاری کی روایات کی تعداد

وَمَبْلَغُ مَا أَوْرَدَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مَعَ التَّكْرَارِ سَبْعَةُ آلَافٍ وَمِائَتَانِ وَخَمْسَةٌ وَسَبْعُوْنَ حَدِيْثًا، وَبَعْدَ حَذْفِ التَّكْرَارِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ.

بخاری شریف میں مکرّرات کے ساتھ کل ''سات ہزار دوسو پچھتر'' روایات ہیں اور مکرّرات کو حذف کرنے کے بعد ان کی تعداد ''چار ہزار'' ہے؛ گویا ''ایک لاکھ'' صحیح روایات میں سے امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں صرف ''سات ہزار دوسو پچھتر'' یا ''چار ہزار'' روایات ہی نقل کی ہیں اور بقیہ کو چھوڑ دیا ہے؛ تو ایسی صورت میں یہ کہنا: کہ صحیح روایات صرف ''بخاری اور ''مسلم'' میں ہی ہیں؛ جہالت اور نادانی ہے۔

صحیح احادیث پر مشتمل دیگر کتابیں

وَلَقَدْ صَنَّفَ الْآخَرُوْنَ مِنَ الْأَئِمَّةِ صِحَاحًا.

صحیحین کے علاوہ اور بھی ایسی کتابیں تحریر کی گئی ہیں کہ جن میں صرف صحیح روایات ہیں؛ ان ہی میں سے درج ذیل کتابیں ہیں:

صحیح ابن خزیمہ

((مِثْلُ صَحِيْحِ ابْنِ خُزَيْمَةَ)) الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ: إِمَامُ الْأَئِمَّةِ، وَهُوَ شَيْخُ ابْنِ حِبَّانَ، وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ مَدْحِهٖ: "مَا رَأَيْتُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ صَنَاعَةِ السُّنَنِ وَأَحْفَظَ لِلْأَلْفَاظِ الصَّحِيْحَةِ مِنْهُ، كَأَنَّ السُّنَنَ وَالْأَحَادِيْثَ كُلَّهَا نَصْبُ عَيْنِهٖ".

(۱) صحیح ابن خزیمہ: یہ علامہ ابن خزیمہؒ کی تحریر کردہ صحیح ہے؛ جن کو امام الائمہ کا لقب دیا گیا ہے، وہ ابن حبان کے شیخ اور استاذ ہیں، ابن حبان اپنے استاذ ابن خزیمہؒ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مَا رَأَيْتُ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي صَنَاعَةِ السُّنَنِ وَأَحْفَظَ لِلأَلْفَاظِ الصَّحِيْحَةِ مِنْهُ، كَأَنَّ السُّنَنَ وَالأَحَادِيْثَ كُلَّهَا نَصْبُ عَيْنِه" میں نے روئے زمین پر فنِ حدیث میں مہارت رکھنے والا اور صحیح الفاظ کو محفوظ رکھنے والا ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا؛ گویا احادیثِ مبارکہ میں مصروف رہنا ان کی زندگی کا نصبُ العین تھا"۔

صحیح ابن حبان

وَمِثْلُ ((صَحِيْحِ ابْنِ حِبَّانَ)) تِلْمِيْذُ ابْنِ خُزَيْمَةَثِقَةٌ ثَبْتٌ فَاضِلٌ إِمَامٌ فَهَّامٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ: "كَانَ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ اَوْعِيَةِ الْعِلْمِ وَاللُّغَةِ وَالْحَدِيْثِ وَالْوَعْظِ، وَكَانَ مِنْ عُقَلاَءِ الرِّجَالِ".

(۲) صحیح ابن حبان: علامہ ابن حبَّانؒ نے جو ابن خزیمہؒ کے شاگرد ہیں، اس صحیح کو تحریر فرمایا ہے۔ وہ ثقہ اور حجت تھے، فضل وکمال اور امامت کے منصب پر فائز تھے، حاکم ان کے بارے میں فرماتے ہیں: "كَانَ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ وَاللُّغَةِ وَالْحَدِيْثِ وَالْوَعْظِ، وَكَانَ مِنْ عُقَلاءِ الرِّجَالِكه" ابن حبان علم، لغت، حدیث اور وعظ ونصیحت ؛سے بھرے ہوئے تھے، وہ نہایت سمجھدار انسان تھے۔

صحیح حاکم

وَمِثْلُ صَحِيْحِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ النَّيسافُوْرِيِّ الْحَافِظِ الثِّقَةِ الْمُسَمّٰى بِـ ((الْمُسْتَدْرَكِ)).

(۳) صحیح حاکم یعنی مستدرک: اس کا تذکرہ ماقبل میں ہو چکا ہے۔

مذکورہ کتب میں سے اقوی کون ہے؟

وَقَدْ تَطَرَّقَ فِيْ كِتَابِهٖ هٰذَا التَّسَاهُلَ، وَأَخَذُوْا عَلَيْهِ وَقَالُوْا: "ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ أَمْكَنُ وَ أَقْوٰى مِنَ الْحَاكِمِ، وَأَحْسَنُ وَأَلْطَفُ فِي الْأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ".

مذکورہ کتابوں میں سے اہل علم نے ''صحیح ابن خزیمہ'' اور ''صحیح ابن حبان'' کو ''مستدرک'' پر فوقیت دی ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ حاکم ابوعبداللہ نے احادیث کو جمع کرنے میں تساہل سے کام لیا ہے؛ چناں چہ محدثین فرماتے ہیں: "ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ أَمْكَنُ وَ أَقْوٰى مِنَ الْحَاكِمِ، وَأَحْسَنُ وَأَلْطَفُ فِي الأَسَانِيْدِ وَالْمُتُوْنِ" ابن خزیمہ اور ابن حبان بہ مقابلے حاکم کے زیادہ مضبوط اور قوی ہیں اور ان کی سندوں اور متنوں میں بہت سی خوبیاں اور اچھائیاں ہیں۔

مختارہ

وَمِثْلُ ((الْمُخْتَارَةِ)) لِلْحَافِظِ ضِيَاءِ الدِّيْنِ الْمَقْدِسِيِّ، وَهُوَ أَيْضًا خَرَّجَ صِحَاحًا لَيْسَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ.

وَقَالُوْا : كِتَابُهٗ أَحْسَنُ مِنَ ((الْمُسْتَدْرَكِ)).

(۴) **مختارہ**: اس کو حافظ ضیاء الدین مقدسی نے تحریر فرمایا ہے، انہوں نے بھی ان صحیح روایات کو جمع کیا ہے جو صحیحین میں نہیں ہیں۔

نوٹ: محدثین نے اس کتاب کو بھی مستدرک پر فوقیت دی ہے۔

تین اور کتابیں

وَمِثْلُ ((صَحِيْحِ ابْنِ عُوَانَةَ، وَابنِ السَّكَنِ))، وَ ((الْمُنْتَقىٰ)) لابْنِ جَارُوْدَ.

(۵) صحيح ابن عُوانة (٦)صحيح ابن سكن (٧) الْمُنتقى لابن جارُود.

ان کو صحیحین جیسا مقام کیوں حاصل نہ ہوسکا؟

وَهٰذِهِ الْكُتُبُ كُلُّهَا مُخْتَصَّةٌ بِالصِّحَاحِ ، وَلٰكِنْ جَمَاعَةٌ انْتَقَدُوْا عَلَيْهَا تَعَصُّبًا أَوْإِنْصَافًا، وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

سوال : مذکورہ سات کتابوں میں خاص طور پر صحیح روایات کو جمع کیا گیا ہے، مگر پھر بھی ان کو صحیحین جیسا مقام کیوں حاصل نہ ہوسکا؟

جواب : کیوں کہ ان کتابوں پر تنقید کی گئی ہے: بعض لوگوں نے صرف تعصب کی بنا پر تنقید کی ہے اور بعض نے انصاف کے ساتھ ان کی کمیوں کو اجاگر کیا ہے؛ اس لیے ان کو صحیحین جیسا مقام حاصل نہ ہوسکا۔



چودھویں فصل

صحاح ستہ

اَلْكُتُبُ السِّتَّةُ الْمَشْهُوْرَةُ الْمُقَرَّرَةُ فِي الإِسْلَامِ الَّتِيْ يُقَالُ لَهَا: الصِّحَاحُ السِّتَّةُ.

هِيَ: ((صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ))، وَ ((صَحِيْحُ مُسْلِمٍ)) وَ ((الْجَامِعُ لِلتِّرْمِذِيِّ))، وَ ((السُّنَنُ لِأَبِيْ دَاوُدَ))، وَ ((النَّسَائِيُّ))، وَ ((سُنَنُ ابْنِ مَاجَةَ)).

وَعِنْدَ الْبَعْضِ ((الْمُوَطَّأُ)) بَدَلَ ((ابْنِ مَاجَةَ)). وَصَاحِبُ جَامِعِ الأُصُوْلِ اخْتَارَ (الْمُؤَطَّأَ).

سوال: اسلام میں متعین کی گئیں چھ صحیح کتابیں کون سی ہیں؛ جن کو "صحاح ستہ" کہا جاتا ہے؟

جواب: وہ صحیح کتابیں نمبروار درج ذیل ہے:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) جامع ترمذي (۴) سنن ابی داؤد (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابن ماجہ۔

نوٹ: بعض محدثین چھٹے نمبر پر "ابن ماجہ" کے بجائے "مؤطاء" (امام مالک) کو رکھتے ہیں؛ چناں چہ صاحب جامع الاصول نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔

مذکورہ کتب میں سے بعد کی چار کتابوں کو صحاح میں کیوں شامل کیا گیا؟

وَفِيْ هٰذِهِ الْكُتُبِ الأَرْبَعَةِ أَقْسَامٌ مِنَ الأَحَادِيْثِ مِنَ الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ وَالضِّعَافِ، وَتَسْمِيَتُهَا بِـ ((الصِّحَاحِ السِّتَّةِ)) بِطَرِيْقِ التَّغْلِيْبِ.

سوال : مذکورہ کتب میں سے بعد کی چاروں کتابوں میں ''صحاح''، ''حِسان'' اور ''ضعاف'' میں سے ہر طرح کی روایات موجود ہیں، اس کے باوجود ان کو ''صحاح'' کا نام دینا کیسے درست ہے؟

جواب : یہ بات درست ہے کہ بعد کی چاروں کتابوں میں ہر طرح کی روایات موجود ہیں؛ مگر چوں کہ زیادہ تر صحیح روایات ہیں، اس لیے تغلیباً ان کو ''صحاح ستہ'' میں شامل کر دیا گیا ہے۔

صاحب مصابیح کی مخصوص اصطلاح

وَسَمّٰی ((صَاحِبُ الْمَصَابِیْحِ)) أَحَادِیْثَ غَیْرِ الشَّیْخَیْنِ بِـ((الْحِسَانِ)) وَهُوَ قَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمَعْنَی اللُّغَوِيِّ، أَوْهُوَ اصْطِلاَحٌ جَدِیْدٌ مِنْهُ.

سوال : صاحبِ مصابیح نے غیر شیخین کی روایات کو ''حسان'' سے تعبیر کیا ہے، حالاں کہ ان میں ہر طرح کی روایات موجود ہیں؛ اس کے باوجود سب کو ''حسان'' کہنا کیسے درست ہے؟

جواب : صاحبِ مصابیح نے بھی غیر شیخین کی روایات کو تغلیباً ہی ''حسان'' کہا ہے؛ کیوں کہ ان کتابوں میں ''حسان'' کے درجے کو پہنچنے والی روایات بہ کثرت موجود ہیں۔
بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے: کہ صاحبِ مصابیح کا غیر شیخین کی روایات کو ''حسان'' سے تعبیر کرنا معنی لغوی کے اعتبار سے ہے: یعنی روایات مناسب اور درست ہیں۔
بعض اہل علم نے ایک تیسرا جواب یہ بھی دیا ہے: کہ غیر شیخین کی روایات کو ''حسان'' کہنا یہ صاحبِ مصابیح کی ایک نئی اصطلاح ہے؛ جس کو انہوں نے ایجاد کیا ہے۔

بعض محدثین کا ''دارمی'' کو (صحاحِ ستہ میں) چھٹے نمبر پر رکھنا

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كِتَابُ الدَّارِمِيِّ أَحْرَىٰ وَالْيَقُ بِجَعْلِهِ سَادِسَ الْكُتُبِ؛ لِأَنَّ رِجَالَهُ أَقَلُّ ضُعْفًا، وَوُجُوْدُ الأَحَادِيْثِ الْمُنْكَرَةِ وَالشَّاذَّةِ فِيْهِ نَادِرٌ، وَلَهُ أَسَانِيْدُ عَالِيَةٌ، وَثُلاثِيَّاتُهُ أَكْثَرُ مِنْ ثُلاثِيَّاتِ الْبُخَارِيِّ.

بعض محدثین کی رائے یہ ہیں کہ امام دارمیؒ کی کتاب اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ اس کو ''صحاح ستہ'' میں چھٹے نمبر پر رکھا جائے؛ کیوں کہ اس میں چار خوبیاں ہیں:

نمبر(۱): اس کے راویوں میں ضعف بہت کم ہے۔

نمبر(۲): اس میں منکر اور شاذ احادیث نادر و نایاب ہیں۔

نمبر(۳): اس کی سندیں بہت عالی ہیں۔

نمبر(۴): اس کی ثلاثی روایات کی تعداد ''بخاری'' کی ثلاثی روایات کی تعداد سے زیادہ ہے۔

ان وجوہات کی بنیاد پر بعض محدثین نے ''کتاب دارمی'' کو ''صحاح'' میں چھٹے نمبر پر فائز کیا ہے؛ لیکن جمہور کی رائے وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔

دیگر کتب حدیث اور محدثین کا مختصر تذکرہ

وَهٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتُ مِنَ الْكُتُبِ أَشْهَرُ الْكُتُبِ، وَغَيْرُهَا مِنَ الْكُتُبِ كَثِيْرَةٌ شَهِيْرَةٌ. وَلَقَدْ أَوْرَدَ السُّيُوْطِيُّ فِيْ كِتَابِ ((جَمْعِ الْجَوَامِعِ)) مِنْ كُتُبِ

كَثِيْرَةٍ يَتَجَاوَزُ خَمْسِيْنَ مُشْتَمِلَةً عَلَى الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ والضِّعَافِ، وَقَالَ: " مَا أَوْرَدْتُ فِيْهَا حَدِيْثًا مَوْسُوْمًا بِالْوَضْعِ اتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلَى تَرْكِهٖ وَرَدِّهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

وَذَكَرَ صَاحِبُ ((الْمِشْكَاةِ)) فِيْ دِيْبَاجَةِ كِتَابِهٖ جَمَاعَةً مِنَ الأَئِمَّةِ الْمُتْقِنِيْنَ، وَهُمْ: الْبُخَارِيُّ، وَمُسْلِمٌ، وَالإِمَامُ مَالِكٌ، وَالإِمَامُ الشَّافِعِيُّ، وَالإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ، وَرَزِيْنٌ، وَ أَجْمَلَ فِيْ ذِكْرِ غَيْرِهِمْ، وَكَتَبْنَا أَحْوَالَهُمْ فِيْ كِتَابٍ مُفْرَدٍمُسَمًّى بِـ((الإِكْمَالِ بِذِكْرِاسْمَاءِ الرِّجَالِ)). وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِيْقُ، هُوَ الْمُسْتَعَانُ فِيْ الْمَبْدإِ وَالْمَآلِ. وَأَمَّا ((الإِكْمَالُ فِيْ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ)) لِصَاحِبِ الْمِشْكَاةِ فَهُوَ مُلْحَقٌ فِيْ آخِرِ هٰذَا الْكِتَابِ.

یہ مذکورہ کتابیں وہ ہیں جو مشہور ہیں، ان کے علاوہ بھی فن حدیث میں لکھی گئیں بہت سی کتابیں شہرت رکھتی ہیں، جن کی تعداد امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''جمع الجوامع'' میں پچاس سے زائد ذکر فرمائی ہے، ان میں صحیح، حسن اور ضعیف ہر طرح کی روایات موجود ہیں۔ اور آخر میں امام موصوفؒ نے اس بات کی وضاحت بھی فرمادی ہے کہ میں نے اپنی اس فہرست میں اس حدیث کو (یا اس کتاب کو) جگہ نہیں دی ہے، جس کو موضوع قرار دیا گیا ہے اور محدثین نے بالاتفاق اس کو رد کردیا ہے۔

صاحب مشکوۃ نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں ائمہ متقنین کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ اس میں ناموں کی صراحت کے ساتھ حضرت امام بخاریؒ سے لے کر امام رزینؒ تک کا تفصیلی ذکر موجود ہے اور بقیہ کی جانب اجمالاً اشارہ کردیا ہے، ہم نے بھی اپنی کتاب ''الاکمال بذکر اسماء الرجال'' میں ائمہ مذکورین کے احوال کو تحریر کردیا ہے۔

اللہ رب العزت سے ابتداء اور انتہاء میں توفیق و مدد کے طلبگار ہیں۔

نوٹ :- ''الاکمال فی اسماء الرجال'' کے نام سے جو کتاب صاحب مشکوۃ نے تحریر فرمائی ہے اس کو اس کتاب کے آخر میں ملحق کردیا گیا ہے۔





خصوصی دعاؤں کی درخواست

دیگر تالیفات

حضرت مولانا

سید اشہد رشیدی صاحب

مہتمم واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

PRINT BY: ARIF COMPUTER GRAPIHCS, ASALATPURA, MBD. 8267997706